اخبار نور افشاں لودیانہ

آفتاب صداقت

حقیقی نور وہ تھا جو دُنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے +

نمبر (۳۷) مطبوعہ ۱۴ ستمبر ۱۸۹۴ء بروز جمعہ جلد (۲۲)

دستور العمل اخبار نور افشاں

قیمت سالانہ اہل شہر سے ۔ [illegible]

قیمت بیرونجات سے معہ محصولڈاک ۔ [illegible]

قیمت دو کاپیوں سے زیادہ ایک ہی شخص کے نام پرفی کاپی [illegible]

ایک شخص کے نام سات کاپی کے دام وصول ہونے پرایک کاپی مفت دی جائے گی ۔ ہرحالت میں قیمت پیشگی لی جائیگی +

ایڈیٹوریل

آج یہہ نوشتہ ۔ جو تم نے سُنا ۔ پورا ہوا۔

لوقا ۴ ۔ ۲۱ ۔

اُنیس سو برس کے قریب گذرتے ہیں ۔ کہ فقرہ مندرجہ عنوان شہر ناصرت کے عبادت خانہ میں روز سبت اُس قدوس کی زبان مبارک سے یہودی جماعت پرستاران کے روبرو نکلا تھا جس کے حق میں راقم زبور نے لکھا ۔ کہ ”تو حسن میں بنی آدم سے کہیں زیادہ ہے ۔ تیرے ہونٹھوں میں لطف بٹایا گیا ہے ۔ اِسی لئے خدا نے تجھ کو ابد تک مبارک کیا“ یہہ کیسا عجیب منظر تھا ۔ کہ وہ جو ہیکل کا خداوند تھا ناصرت کے عبادتخانہ میں ایک مشتاق وہمہ تن گوش یہودی جماعت کو یسعیاہ نبی کی کتاب کھول کر اُس مقام کو ۔ جس میں سات سو برس پہلے وہ باتیں جو اُس کے حق میں مندرج کی گئی تھیں ۔ نکال کر باآواز بلند سُناتا ۔ کہ ”خداوند کی روح مجھ پر ہے ۔ اُس نے اِس لئے مجھے مسح کیا ۔ کہ غریبوں کو خوشخبری دوں ۔ مجھ کو بھیجا ۔ کہ ٹوٹے دلوں کو درست کروں ۔ قیدیوں کو چھوٹنے ۔ اور اندھوں کو دیکھنے کی خبر سناؤں ۔ اور جو بیڑیوں سے گھایل ہیں اُنہیں چھڑاؤں ۔ اور خداوند کے سال مقبول کی منادی کروں“ اور پھر کتاب بند کر کے اور خادم کو دیکر یہہ کہہ کر بیٹھ جاتا ۔ ”آج یہہ نوشتہ جو تم نے سُنا پورا ہوا“ اور تمام حاضرین عبادت خانہ بڑے تعجب و حیرانی کے ساتھ اُس کو تک رہے ہیں ۔ اور بے اختیار اُن فضل کی باتوں پر گواہی دیکر آپس میں حیران ہو کر کہہ رہے ہیں کہ ”یہہ باتیں اُس نے کہاں سے پائیں ؟ اور یہہ کیا حکمت ہے ۔ جو اُسے ملی ہے“ ۔

اِس نظارہ کا خیال کر کے ہم بے ساختہ یہہ کہنے پر مجبور ہوتے ہیں ۔ کہ عہد عتیق جو آنے والے مسیح موعود کا ایک مکمل حُلیہ تھا ۔ اور جس میں اُس کے خط وخال اور صورت حال کا نہایت مفصل بیان انبیائے واجب الاحترام نے قلمبند کر دیا تھا ۔ اگر وہ مطابق اصل نہوتا ۔ یا وہ اُس کو مُحرّف ومنسوخ ٹھہرا کر متروک التلاوت ۔ اور غیر ضروری سمجھتا تو وہ آج کے دن تک ایک ایسا سر بمُہر دفتر رہتا ۔ کہ نہ کوئی یہودی ۔ اور نہ غیر یہودی جان سکتا ۔ کہ وہ کیوں لکھا گیا ۔ اور اُس کا اصلی مقصد و مطلب کیا ہے ۔ لیکن مسیح نے اِن الہامی نوشتوں کو اپنے دست مبارک میں لے کر اور خود پڑھ کر ثابت کر دیا ۔ کہ یہہ نوشتے فی الحقیقت وہی ہیں ۔ جو اُس پر گواہی دیتے ہیں کہ ”وہ جو آنے والا تھا یہی ہے +

اب ہم اِس منظر عجیب کے خلاف ایک دوسرے منظر کے نقشہ پر غور کرتے ۔ اور دیکھتے ہیں ۔ کہ ایک عربی مدعی نبوت ۔ جس نے کتب عہد عتیق کے من جانب اللہ ہونے پر گواہی

دی۔ اور انہیں ہدایت اور نور بخشنے والی کتاب میں بتلایا۔ اور مُصدّقاً لما معھم اُن کی نسبت کہا۔ ایک جگہ کھڑا ہوا ہے۔ اور اُس کے اصحاب و احباب اُس کے گرد حلقہ کئے ہوئے مؤدب استادہ ہیں۔ کہ اتنے میں ایک ذی رتبہ صحابی توریت کے اوراق ہاتھ میں لئے ہوئے وہاں پہنچا۔ اور بآواز بلند حاضرین کو پڑھ کر سناتا۔ جس کو سُن سُن کر مدعیٔ نبوت کا رنگ چہرہ متغیر ہوا جاتا اور وہ اُس کو حکم دیتا۔ کہ اس کتاب کو نہ پڑھ"۔ لیکن وہ پڑھنے سے باز نہیں آتا۔ اور یہہ دیکھ کر دوسرا صحابی پڑھنے والے کو ملامت کر کے وہ اوراق اُس کے ہاتھ سے چھین لیتا ہے! ناظرین! کیا آپ اِن دونوں منظروں میں آسمان و زمین کا فرق نہیں دیکھتے؟ اور خود اپنے لئے عقل سلیم کو کام میں لا کر درست نتیجہ نہیں نکال سکتے؟ کہ کیوں یہہ ناصری باطمینان و خوشدلی کتب عہد عتیق کو خود ہاتھ میں لے کر پڑھتا۔ اور سامعین کو سناتا۔ اور حکم دیتا کہ "نوشتوں میں ڈھونڈھو۔ کیونکہ تم گمان کرتے ہو کہ اُن میں تمہارے لئے ہمیشہ کی زندگی ہے اور یہہ وہی ہیں جو مجھ پر گواہی دیتے ہیں"۔ اور عربی کا رنگ چہرہ کتاب مُقدس کو سُن کر کیوں متغیر ہوتا۔ اور وہ اُسکے پڑھنے کی کیوں مخالفت کرتا ہے۔ فتامّل ؎

اگرچہ امرتسر والی جنگ مُقدس کے ہیرو ڈپٹی عبداللہ آتھم کی حیات و ممات پر مسیحیت کی صداقت و بطالت مُطلق موقوف و منحصر نہ تھی۔ لیکن جس دن سے مرزا غلام احمد قادیانی نے الہام کا دعوےٰ کر کے اُن کی نسبت یہہ پیشین گوئی کی تھی۔ کہ "وہ بلحاظ ایام مباحثہ یعنی فی دن ایک مہینے کے حساب سے پندرہ مہینے کے اندر ہاویہ میں گرائے جائیں گے۔ اور اُن کو سخت ذلت پہنچے گی"! اُس دن سے عام مسلمانوں کے دل اور آنکھیں اُس کی تکمیل کی طرف لگے ہوئے تھے۔ اور وہ ایک ایک دن گن کر آتھم صاحب کی موت کے منتظر تھے۔ اور اس میں کچھ شک نہیں ہے۔ کہ اگر خدانخواستہ وہ قضائے الٰہی سے اس عرصہ میں مرجاتے۔ تو مسیحیان راسخ الاعتقاد کے ایمان کو تو مطلق جنبش نہ ہو سکتی۔ مگر اکثر سست اعتقاد محمدی قادیانی کو ایک سچا ملہم سمجھ کر اُس کے مُرید و معتقد بن جاتے۔ اور اس کے عِوض میں ماثلت مسیح وغیرہ کو تسلیم کرنے پر مستعد ہو جاتے۔ کیونکہ آجکل محمدیوں (خصوصاً پنجابیوں) کی مذہبی حالت کچھ ایسی ہی ہو رہی ہے۔ چونکہ مرزائی پیشین گوئی پانچ تاریخ جون ۱۸۹۳ء کو مشتہر ہوئی تھی۔ اور اُس کی میعاد پانچ ستمبر ۱۸۹۴ء کو پوری ہونے والی تھی لوگ بے صبری سے ایام شماری کر رہے تھے۔ اور جوں جوں وقت نزدیک ہوتا جاتا تھا۔ اُن کے خیالات اُس کی تکمیل کی طرف زیادہ زیادہ متوجہ ہوتے جاتے تھے۔ اِس میں شک نہیں کہ اکثر محمدیوں کو یقین تھا کہ مرزائی پیشین گوئی ضرور پوری ہوگی۔ اور مرزا صاحب کے مریدوں کو تو کامل یقین تھا۔ کہ اس پیش گوئی کا وقوع ہوگا اور ضرور ہوگا۔ منجملہ جن مریدان راسخ الاعتقاد کے شیخ یعقوب علی اڈیٹر ریاض ہند نے متواتر کئے اڈیٹوریل بڑے جوش و خروش کے ساتھ اس امر کے ثبوت میں لکھے۔ کہ یہہ پیشگوئی من جانب اللہ ہے۔ قیافہ شناسی یا انسانی اٹکل کا نتیجہ نہیں ہے۔ آسمان و زمین ٹل جائیں گے مگر یہہ نہ ٹلے گی۔ اور لکھا کہ۔ پیشگوئی کا عجب انجام ہویدا ہوگا۔ قدرت حق کا عجب ایک تماشا ہوگا۔ جھوٹھا اور سچ میں جو ہے فرق وہ پیدا ہوگا۔ کوئی پاجائے گا عزت کوئی رسوا ہوگا ؎

اب یہہ دیکھنا باقی ہے۔ کہ دیکھیں مرزا غلام احمد اور اُن کے مریدانِ خوش عقائد پیشگوئی مذکورہ کی کیا تاویل کرتے۔ اور کیونکر رفع ندامت کی کوشش کرتے ہیں۔ کیونکہ دنوں کو گنتے گنتے آخر شدہ پانچ تاریخ ستمبر بھی آپہنچی۔ اور بخیریت گذر گئی۔ مسٹر آتھم کا تو بال بھی بیکا نہیں ہوا۔ مگر پبلک نے ہر طرف سے نعرۂ نفرین بلند کر کے طوق لعنت و ملامت مرزا صاحب کے گلے میں ڈال دیا۔ چنانچہ ۶ تاریخ کی صبح کو اتفاقاً ہم بازار کو گئے۔ تو یہی دیکھنے اور سننے میں آیا۔ کہ مسلمان جابجا فراہم ہو کر آپس میں اِسی بات کا چرچا کرتے۔ اور قادیانی رسول نامقبول کو جھوٹھی پیش گوئی کرنے کے باعث لعنت و ملامت کر رہے ہیں۔ کیونکہ تاریخ مذکورہ کی صبح کو ایک اشتہار کسی "خیر خواہ خلایق" کی طرف سے شہر میں تقسیم کر دیا گیا تھا۔ جس کی نقل ناظرین نور افشاں کے لئے کی جاتی ہے۔ وھو ھذا

اِشتہار واجب الاظہار

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا۔ یعنے اُس سے بڑا ظالم کون ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھے۔

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے خدا پر جھوٹھ باندھا گویا خدا نے مرزا سے کہا تھا۔ کہ آتھم صاحب پندرہ مہینے کے عرصہ میں مرجائیں گے۔ چنانچہ کل ۵ ستمبر ۱۸۹۴ء کو پندرہ مہینے پورے ہو گئے۔ اور آتھم صاحب خدا کے فضل سے امرتسر میں سب کے سامنے زندہ موجود ہیں۔ مرزا صاحب کی پیش گوئی خدا پر تہمت تھی۔ اور خدا پر وہی شخص تہمت باندھتا ہے جس کا ایمان خدا پر نہیں۔ اُن کی جھوٹھی نبوت۔ جھوٹے دعوی ہر طرح سے جھوٹھے ہیں۔ چاہئے کہ اُن کے معتقد اُن کی طرف سے ہٹیں۔ اور خدا کی طرف رجوع کریں۔ اور شاباش ہے اُن مسلمانوں کو جنہوں نے شروع سے اُنہیں گمراہ سمجھا ؎

معتذر

ہم یہہ معلوم کر کے افسوس کرتے ہیں۔ کہ "خیر خواہ پادری صاحبان پنجاب" کا ایک مضمون جو ۲۴ اگست کے پرچہ میں شایع ہوا وہ ہمارے بعض ناظرین کی سخت ناراضی کا باعث ہوا کیونکہ اُس میں اس مشن کے ایک طالب علم مشن انسٹیٹیوشن کے چلن کی نسبت نامناسب حملہ کیا گیا تھا۔ درحالیکہ آرٹیکل مذکورہ کے شایع کرنے کے باعث کسی کے رنجیدہ ہونے کی وجہ سے ہم نہایت افسوس کرتے ہیں تاہم اپنی بریت کی نسبت یہہ کہنا چاہتے ہیں۔ اوّل یہہ کہ وہ مضمون ایک ایسے مسیحی جنٹلمین کا لکھا ہوا تھا جو پنجاب میں ایک معزز شخص ہے۔ دوم یہہ کہ اُس میں کسی کا نام مذکور نہیں ہوا۔ اور اُس مضمون کے شایع ہونے کے

مراسلات

ولا تتبع الھویٰ فیضلک عن سبیل اللہ

اجی اڈیٹر صاحب! جب میں عالم خواب سے بیدار ہوا۔ تو کیا دیکھتا ہوں۔ کہ مجدد قادیانی الہامی نے تمام عالم کو مسند ابن اللہ پر جلوس فرماکر۔ اور آیت قرآنی اسمہ احمد کی تاویل اپنے اوپر منسوب کرکے ششدر و حیران کر چھوڑا ہے۔ اور اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی آن حضرت کا وظیفہ ہے۔ اور آپ کی قیافہ شناسی و پیشین گوئیوں کا چرچا وبائے عالم گیر کی طرح شہرۂ آفاق ہو رہا ہے۔ اور کل بنی نوع نے ڈپٹی عبد اللہ آتھم کو اپنے تیر نگاہ کا ہدف بنا رکھا ہے۔ کہ آنحضرت کی بددعا و نیز آپ کے انصار کے کوسنے سے وہ تختۂ زمین سے معدوم کئے جائیں گے۔ یا کہ قادیانی الہام گدھے کے سینگ کی طرح اڑ جائیگا۔ یا بقول وقیافۂ خود اُن کی پھانسی کا دن آ پہنچے گا۔ نہ معلوم کہ اندھے کو اندھیرے میں کیا سوجھی؟ +

لو اڈیٹر صاحب۔ یاروں کا بھی ٹوٹکا رقیافہ ذرا گوشِ دل سے سن لیجئے۔ نعوذ باللہ! مرزا صاحب کو سولی کی تو کیا سوجھی ہوگی۔ اور مرسلِ و مجدد اسلام اگر سوجھی گی۔ تو اپنے بڑے اور اپنے انصار کی ضرور سوجھے گی۔ کہ اب کونسی کروٹ حکمت کی بدلیں۔ اور سمت تاویل اسمہ احمد پر نیا حاشیہ چڑھا دیں۔ کہ جس سے اُن کا ہاتھ دنبے کے دنبہ پر رہے اور گھر کا آٹا بھی بنا رہے :

دوم وہ کشتی حضرت قادیانی جس کی تعمیر بوقت طوفان ضلالت آغاز تھی۔ اور بشارتِ سواری اپنے مریدوں کو بحالتِ مراقبہ بڑی توجہ سے سنا رہے تھے اب وہ کشتی نا کل ہی نہیں رہی۔ بلکہ اُس کے پرزے گرداب عدم میں کالعدم ہوگئے جس کی بدنامی کا دھبہ آپ کے چہرۂ پُرنور پر تا یوم النشور جاگزیں رہیگا۔ بھلا صاحب۔ آنحضرت کا پہلا ہی الہام نہ تھا! ایسے الہام تو پیشتر ہزارہا مختلف اشخاص کی نسبت آپ کی زبان گوہر فشاں سے جلوہ افروز ہوتے رہے ہیں:: بجائے اس کے کہ آپ کہ معظمہ میں جاکر امام مہدی کی جھنڈے تقلید کرکے بموجب عقائد اسلام بہ پہلوے حضرت محمد مدفون ہوں۔ ندامت و ضلالت کی بھنور میں خود غرق ہوں گے۔ کیوں نہو صاحب شرم ہیں ❊

ڈپٹی عبد اللہ آتھم صاحب کا ایسے موقعہ پر زندہ رہنا منجانب خدا تھا۔ تاکہ اس مباحثہ کا خاص نتیجہ و صدق و کذب متنازعہ فیہ مذاہب کا آفتاب عالمتاب کی طرح روشن ہو جائے۔ الحمد للہ ایسا ہی ہوا۔ بلکہ بعض اشخاص خاندانی تعلیم یافتہ متعلقہ مباحثہ محمدیت و احمدیت کو ترک کرکے مشرف و ممتاز بمذہب مسیحیت و قدوسیت ہوگئے۔ اور مسیحیوں کی بردباری و انکساری ان معہودہ ایام میں خوب نمایاں ہوئی:: بھلا کیوں نہو یہہ تو عادی ہیں:: اگر دیگر مذاہب کی طرح ہوتے۔ تو ضرور عدالت سے چارہ جوئی کرتے۔ اور کامیاب ہوتے۔ اور مرزا صاحب اپنے کئے کی سزا پاتے۔ پھر قیدیوں کو جاکر اپنا الہام سناتے۔ لیکن وہاں بھی مُنہ کی کھاتے۔ اور ڈانواں ڈول پھرتے:: خیر مضیٰ ما مضیٰ:: اب ہم سب بھی مرزا صاحب کے واسطے یہہ دعا کرتے ہیں۔ کہ اے خدا اُن کی آنکھیں کھول۔ اور اُن کو توبہ کی توفیق عطا فرما۔ تاکہ تیری طرف رجوع لاکر تیرے گلے میں شامل ہوکر ہمیشہ کی زندگی اور برکت حاصل کریں اور بجائے فرضی اور مصنوعی الہام کے حقیقی الہام و عرفان کو حاصل کریں +

آمین ثم آمین

احقر

گولکناتھ

دوستی

اس مضمون پر کچھ خیالات پہلے ظاہر کئے گئے ہیں۔ مگر یہہ مضمون ایسا وسیع ہے۔ کہ جس قدر اس پر سوچو یا غور کرو۔ اُسی قدر زیادہ خیالات کی جولانی ہوتی ہے۔ اور پہلے مضمون کو مدِنظر رکھکر مشکل معلوم ہوتا ہے۔ کہ مختصر فیصلہ اس کی نسبت کیا ہے:: اس واسطے چند خیالات اور اقوال اَور ظاہر کئے جاتے ہیں۔ تاکہ ناظرین اپنے واسطے خود فیصلہ کرلیں ❊

کچھ روز ہوئے ایک طالب علم سکاچ مشن سکول سیالکوٹ نے اشتہار دیا تھا۔ کہ "میں سچے دوست کی تلاش میں ہوں جو آ کر وہ مجھکو مل جاوے"۔ اُس کے جواب میں بہتوں نے خامہ فرسائی کی۔ اور نائب تحصیلدار رعیہ نے ایک شاعر کا شعر لکھ دیا جس کو اڈیٹر اخبار پیسہ اخبار نے آخری فیصلہ قرار دیا۔ اور وہ یہہ ہے :-

خدا ملے تو ملے آشنا نہیں ملتا +
کوئی کسی کا نہیں دوست سب کہانی ہے

اس سے بھی سچے دوست کے ملنے کی مشکلات ہی معلوم ہوتے ہیں:: سقراط حکیم جس کی دوستی اور محبت کے سیکڑوں نہیں۔ بلکہ ہزاروں خواہاں تھے۔ اُس شخص کو جس نے اُس کے اختتنیز میں ایک چھوٹا سا مکان بنانے پر کہا۔ کہ "یہہ مکان چھوٹا ہے" کہتا ہے۔ کہ "اگر یہہ سچے دوستوں سے بھر جاوے تو میں اس گھر کو بڑا عالیشان اور باسامان سمجھوں گا":: اس جواب سے اُس روشن ضمیر انسان کی رائے ظاہر ہوتی ہے۔ کہ اُس کو بھی سچے دوستوں کے ملنے کی ایسی توقع نہ تھی کہ وہ تنگ مکان اُن سے بھر جاتا۔ ارسطو کہتا ہے۔ کہ اگر کسی شخص کو دوستی کی ضرورت نہ ہو۔ تو وہ انسان نہیں ہے۔ اپنی خوشی کے لئے ضرور ہے۔ کہ وہ کسی کو اپنا دوست بنا دے۔ یہہ حکیم اس امر کا قایل تھا۔ کہ بعض آدمی ایسے

سوچنے والے ہوتے ہیں۔ کہ وہ اپنے واسطے کافی ہیں۔ اور ظاہری حالات اُن کے ایسے ہیں۔ کہ وہ کسی کے محتاج نہیں۔ اس واسطے وہ خدا کی طرف متوجہ رہتے ہیں ؛ مگر افلاطون اس کے خلاف کہتا ہی۔ کہ "محض تنہائی سے خدائی صفات نہیں آتیں" ؛ راہب اس واسطے خلوت گزیں ہوتے ہیں۔ کہ خاص مجلس میں بیٹھیں۔ اور خدا سے باتیں کریں۔ یہی بزرگوں اور عالموں کی کچھ عرصہ سے یہہ رائے ہی۔ کہ خلوت سے جلوت بہتر ہی۔ کہ اس سے اپنے عیوب معلوم ہوتے ہیں۔ اور انسانوں کو فیض پہنچایا جاتا ہی ؛ اسی واسطے بزرگ اگسٹین کہتا ہی۔ کہ "راہب نیکیوں کو جنگل میں لے جاتے ہیں۔ اس واسطے شہر نیکی سے خالی ہو جاتے ہیں" ؛ در اصل اُس شخص کی تنہائی سب سے زیادہ مصیبت ناک ہی۔ جس کے سچے دوست نہوں کیونکہ سچے دوستوں کی دُنیا ایک ویران جنگل ہی۔ دوستی کا سب سے بڑا پھل بکثرت رائے یہہ بیان کیا جاتا ہی۔ کہ اُس سے دل ہلکا ہو جاتا ہی۔ جو باتیں دل میں بھری ہوتے ہیں۔ سب زبان پر آجاتی ہیں۔ کیونکہ سب سے زیادہ تکلیف آدمی کو دل کے گھٹنے سے ہوتی ہی ؛ پس ایسے ہی دل کا حال ہی۔ کہ اگر دوست نہوں۔ تو بڑا گھٹتا ہی ؛ یہہ بڑے تعجب کی بات ہی۔ کہ اس دوستی کو شاہان و فرمانروایان اولوالعزم اپنی جان اور شان کو خطرہ میں ڈالکر خریدتے ہیں۔ کیونکہ بادشاہ اور رعایا کے رُتبہ میں زمین و آسمان کا فرق ہوتا ہی۔ اس واسطے اُن کو دوست بنانے کے واسطے ضرور ہی۔ کہ رعایا میں سے لوگوں کو اول ادنیٰ درجے سے اعلیٰ پر پہنچایا جاوے اور پھر ان کو اپنا رفیق بنادیں۔ اور اس کام کے سرانجام کرنے کے لئے اُن کو بہت تکلیفات اور مصائب اُٹھانی پڑتی ہیں ؛ بادشاہ اہل دل۔ بہادر۔ عاقل سب جانتے ہیں۔ کہ بغیر دوستوں کے اُن کو آرام نہیں ملتا۔ اور اُن کے کام ادہورے رہتے ہیں ؛ جو تسلی دوستوں سے ہوتی ہی۔ وہ بھائی بندوں سے نہیں ہوتی ؛ یہہ بھی حضرت سلیمان کا قول ہی۔ کہ "دوست خوشی کے واسطے۔ اور بھائی مصیبت کے واسطے ہی" یہاں سے بھی سچے دوست کی نایابی ظاہر ہی۔ کیونکہ تکلیف میں مدد دینے کے واسطے صرف بھائی ہی۔ اور یہہ سچ ہی ؛

تاہم دوستوں کا نہونا۔ اور جو تنہائی بغیر دوستوں کے ہو۔ وہ ایک قسم کی سزا ہی۔ اور یہی وجہہ ہی کہ یہہ سزا مجرموں کو دی جاتی ہی ؛ متقدمین کی رائے ہی۔ کہ دوست اپنی ذات ثانی ہی۔ اُس کا ایک جسم ہی۔ اس واسطے وہ (انسان) ایک ہی جگہہ موجود ہوتا ہی۔ مگر جس کے دوست ہوں۔ وہ (انسان) بہت جگہہ کام کر سکتا ہی ؛ اگر کسی کی قبضہ میں ساری دُنیا ہو۔ مگر اُس کا کوئی دوست نہ ہو۔ (اول تو ایسے شخص کے قبضہ میں کچھہ نہیں ہو سکتا) تو سب ہیچ ہی ؛ مگر مشتبہہ دوست سے ایسا خوف ہوتا ہی۔ جو دشمن سے نہیں ہوتا جو آدمی اپنی ذات سے محبت رکھتا ہی۔ لیکن اُس کا کوئی دوست نہیں۔ وہ نہ صرف الزام کے لائق ہی۔ بلکہ نیکی کے بڑے حصہ سے محروم ہی ؛ دنیا میں دوستی کا حال موسم خزاں کے موافق ہی۔ جب تک درخت میں پتوں کے غذا موجود ہی وہ لگے رہتے پھر اُسے چھوڑ جاتے ہیں ؛ ایسا ہی حال انسانوں کا ہی۔ کہ جب تک اُن میں طاقت اور روپیہ موجود ہی۔ تب تک وہ قایم (دوستی میں) رہتے۔ پھر چھوڑ جاتے ہیں ؛

دور کیوں جاتے ہو۔ ایک زمانہ تھا جب پرنس بسمارک وزیر اعظم ملک جرمنی کا تھا۔ ہر ایک ہوشیار شخص کو اُس سے تشبیہہ دی جاتی تھی۔ مشکل سے کوئی اخبار ہوتا تھا جس میں کچھہ نہ کچھہ اُس کا تذکرہ نہ ہوتا ہو۔ لیکن جب سے وہ عہدہ سے برطرف ہوا کوئی پوچھتا بھی نہیں۔ گویا وہ جیتا ہی مرگیا ؛ ایسا حال ہر روز ہم عہدہ داران کا دیکھتے ہیں جب وہ پنشن لے لیتے ہیں اُن کو کوئی پوچھتا تک نہیں۔ جو دوستی اُن سے لوگ کرتے تھے وہ مطلب کی دوستی تھی۔ جب مطلب نہ رہا۔ تو دوستی بھی نہ رہی ؛ مگر جو ہم سچے دوست ہیں۔ وہ ایسے نہیں کسی کا قول ہی۔ کہ دوستی چاند کے گرہن کو دیکھنے کے لئے۔ اور دشمنی پورا چاند دیکھنے کے لئے آنکھیں بند کر لیتی ہی۔ اس کا مطلب یہہ ہی۔ کہ دوست دوست کی تھوڑی تکلیف دیکھنے کو راضی نہیں۔ اور دشمن اُس کا پورا جلال نہیں دیکھہ سکتا یعنے دشمن دشمن کی پوری عزت نہیں دیکھہ سکتا ؛ جو دوستی دنیاوی خواہشوں کے پورا کرنے کے واسطے نہ ہو۔ بلکہ پاک دوستی براہ خدا ہو۔ اُس میں موت سے پہلے کمی نہیں ہوتی۔ بلکہ مرنے کے بعد آلایش سے دوستی پاک ہو جاتی ہی۔ اور اُس وقت دوست کے عیب نظر نہیں آتے۔ اور اُس کی خوبیاں قبر کی تاریکی میں روشن نظر آتی ہیں ؛ پس اس سے بھی یہی نتیجہ نکلتا ہی۔ کہ خداوند کے واسطے انسانوں سے اور دیگر مخلوقات سے دوستی کرو۔ اُس کی بنیاد قایم ہی۔ اور خداوند سے محبت صرف اُس کے واسطے کرو کیونکہ وہ وفادار ہی (باقی پھر کسی وقت)

راقم

باجوہ

ایک بڑا بخشندہ

کسی شخص کو اُس کی محنت کی اُجرت دینا بخشش نہیں ہی۔ پر بلا محنت اور کام کے کسی کو کچھہ دینا بخشش ہی ؛ دنیا میں لوگوں کو اُن کی ملازمت۔ خدمت۔ اور مزدوری کا حق ملتا ہی۔ لیکن بعض صاحب دولت کسی اپنے ہوشیار اور محنتی کارندے کو کبھی کبھی کچھہ بخشش بھی دیا کرتے ہیں ؛ اور اگرچہ وہ بھی اُسکی عُمدہ خدمت کے سبب سے ہی ہوتی ہی۔ لیکن پھر بھی وہ بخشش کنندہ کی خوشنودی مزاج اور مہربانی کا اظہار ہی۔ جس کا پانے والے کو کوئی حق نہیں ہوتا ؛ پھر اگر کسی نیک خدمت کے عوض میں۔ اور نمک حلالی اور دیانت اری کے بدلے میں ایک آقا اپنے خادم کو علاوہ اُس کی اُجرت اور محنت کے کچھہ دیتا ہی اور بخشش کنندہ کہلاتا ہی۔ تو کیا وہ بلا محنت اور مشقت کے

آپ جیسے ناواقف لوگوں کو بڑی بڑی عجیب وغریب آسمانی اور روحانی برکتیں عنایت کرے تو وہ بڑا بخشندہ نہ ہوگا؟ اب میں ناظرین سے اس بڑے بخشندہ کی بخششوں کا مختصر بیان عرض کرنا چاہتا ہوں: یہہ بھی یاد رکھنا چاہئے - کہ یہہ بڑا بخشندہ اپنی بخشش عام دنیا کے تمام باشندوں کو دینا چاہتا ہے - کسی قوم - یا ذات - یا درجے کے لئے کوئی خصوصیت نہیں ہے: وہ بڑا بخشندہ خداوند یسوع مسیح ابن اللہ اور ابن آدم ہے - جو ۱۹۰۰ برس سے رحمت اور بخشش کا دروازہ کھولے ہوئے سب کو صرف ایک آسان سی شرط کے قبول کر لینے سے برکتوں پر برکتیں دیتا ہے: وہ شرط صرف ایمان ہے: وہ چاہتا ہے - کہ بیکس لاچار اور گمگشتہ گنہگار اُس سے مفت میں الٰہی نعمتیں پائیں: اُس کی بخشش میں ذیل کی بڑی بڑی باتیں شامل ہیں:

۱- وہ بہتوں کے لئے اپنی جان فدیہ میں دیتا ہے - متی باب ۲۰ - آیت ۲۸ - بلکہ ہر ایک گنہگار رسول کی طرح پر کہہ سکتا ہے کہ اُس نے آپ کو میرے بدلے دیدیا - نامہ گلتیوں ۲ باب ۲۰ آیت یہہ کیسی عجیب بخشش ہے؟ اے ناظرین اگر آپ ذرا سوچو تو اس عجیب بخشش کی اشد ضرورت کو آپ معلوم کرلوگے: گنہگار بہ سبب اپنے گناہوں کی سزا اور عذاب ابدی کا مستوجب ہو چکا ہے - اگر وہ خود اُس سزا کو اُٹھاوے: تو ہلاک ہو جائے لیکن گنہگار کا عوضی ہو کر یسوع مسیح اپنی جان دیکر پھر زندہ ہوا - اور گناہ کی سزا کو خود سہہ لیا - اور خدا کے عدل کو پورا کر دیا - اور رحمت الٰہی کا دروازہ گنہگار کے لئے کھول دیا - جس کے ذریعہ سے گنہگار موت اور عذاب سے بچتا ہے - اور ہمیشہ کی زندگی پاتا ہے +

۲- دوسری بخشش جو یہہ بخشش کنندہ دیتا ہے دلی آرام ہے: متی ۱۱ باب ۲۸ آیت گناہ کے ساتھ بے آرامی اور بے چینی ہے - جب کہ مسیح نے اپنی جان دیدی - اور گناہ کی سزا اُٹھائی - تو گنہگار کو سزا کا اندیشہ اور دہڑکا نہ رہا - بلکہ دلی تسلی اور اطمینان اُس کو حاصل ہوا:

۳- وہ اپنی سلامتی دیتا ہے: جب کہ اس بخشش کنندہ نے گناہ کی سزا اُٹھائی - اور آرام دیا - تو پھر اب سلامتی ہے خطرہ جاتا رہا - آسمانی اور روحانی برکتیں اور نعمتیں گنہگار کو ملینگی اور پھر کوئی خوف اُس پر نہ آئیگا - بلکہ اُس کے تمام دشمن دور دفع ہو جائیں گے - اور وہ سلامتی میں آجائے گا +

۴- پھر وہ اپنے ایمانداروں کو حیات ابدی اور ہمیشہ کی زندگی کی بخشش دیتا ہے: یوحنا ۱۰ باب ۲۸ آیت -

۵- وہ اُن کو زندہ پانی دیتا ہے: یوحنا ۴ باب ۱۰ آیت بلکہ وہ زندگی کے پانی کا چشمہ دیتا ہے: مکاشفات ۲۱/۶ +

۶- وہ اپنے ایمانداروں کو جلال کی بخشش دیگا جو کبھی جاتا نہ رہیگا - یوحنا ۱۷ باب ۲۲ آیت +

مندرجہ بالا تمام روحانی بخششیں یہہ بڑا بخشندہ یسوع مسیح گنہگاروں کو دیتا ہے - اب اگر کوئی گنہگار چاہے کیسا ہی بڑا گنہگار کیوں نہ ہو نجات اور آسمانی برکتیں چاہے - تو مسیح کے پاس آوے - اور وہ یہہ تمام برکتیں مفت میں پاوے گا +

راقم

بندہ ج - س

مرزا صاحب قادیانی کا ملہمی مرض اور اُن کا کشمیری علاج

اڈیٹر صاحب نور افشاں - مرزا جی کو درحقیقت اس مرض نامراد نے بہت ہی تنگ کر رکھا تھا - اور اسی وہم میں دُنیا کے ہر ایک حصہ سے اپنے چیلے چانٹروں کو بذریعہ خطوکتابت بلانا شروع کر دیا تھا - اور آجکل قصبہ قادیاں میں حکیموں کی دو دو چونچیں ہونے لگی تھیں: سچ تو یوں ہے - کہ مرزا جی کو یہہ مرض ملہمی مدت سے دامن گیر ہے - اور اس کے علاج سے اکثر دفعہ مایوسی کا سامہنا کرنا پڑا - یا اس کی طرف توجہہ نہیں کی: ہمیں اس کے ثبوت میں پبلک کو دکھانے کے لئے کئی ایک دلچسپ حالات معلوم ہوئے ہیں - جو لطف سے خالی نہیں: - ایک بڑے معتبر شخص جو ذی عزت ہونے کے علاوہ اس وقت ملک کے اُستاد بھی ہیں - اور مرزا جی کے ہم عمر ہونے کے سوا اُن کے لنگوٹیا یار بھی ہیں - وہ فرماتے ہیں - کہ "جب مرزا جی ضلع سیالکوٹ میں ایک رجسٹری محرر کے عہدہ پر تھے - تو خانگی طور سے میرے ہم پیالہ و ہم نوالہ تھے: کبھی کبھی بیٹھے بیٹھے یہہ مرض زور کر دیتا - تو مرزا جی جھٹ اُٹھ کھڑے ہوتے - اور کہا کرتے تھے - کہ دیکھو یار مجھے آواز آتی ہے - تو میں ہنسی کے طور سے کہدیا کرتا تھا کہ یہہ ضرور کسی فرشتے کی آواز ہے - اور وہ فوراً یقین کر لیتے تھے: بعض وقت سوتے سوتے چونک پڑتے - تو اس کو روح القدس کی تاثیر بتایا کرتے تھے - وغیرہ" پس معلوم ہوا کہ یہہ مرض اُن کو نیا نہیں - بلکہ مدت دراز سے لاحق ہے - اور اب تو اسقدر ترقی کر گیا ہے - کہ مرزا جی کو اپنا مغلوب ہی بنا لیا ہے:

میرے خیال میں اُسی وقت فوراً علاج ہو جاتا تو شاید یہہ معاملہ پیش نہ آتا مگر اب تو حد اعتدال سے بڑھ گیا ہے:

اگر میری غلطی نہ ہو - تو میں کہہ سکتا ہوں - کہ اگر تمام ڈاکٹر جو لایق ہیں اگر معاینہ کریں تو یہہ ہی فتویٰ دیں گے - کہ یہہ مرض لاعلاج ہے: بعض اس مرض والے بادشاہ ہونے کے شوق میں پھانسی دئیے گئے - بعض تلوار کے گھاٹ اُتارے گئے - اور بعض پاگل خانہ بھیجدئے گئے - مگر یہہ بھوت اُن کے سر سے نہ اُترا - ہزاروں تکالیف اُٹھائیں - لاکھوں مصیبتیں جھیلیں - مگر عاشق مزاجوں کی طرح معشوقوں کی فرمایش میں اپنے آپ کو تصدق کر ہی دیا:

بھلا یہہ (مرض) سوا روحانی ڈاکٹر کے کسی طرح دور ہو سکتا یا تو اس کا کوئی پیارا خادم اِس مہلک بیماری کو ہٹا سکے -

ورنہ امر محال ہے۔ ہمیں تعجب ہے کہ جہاں نوردین جیسے فاضل حکیم ہوں پھر یہہ مرض دامنگیر رہے۔ دو دیم کشمیری نسخہ تجویز ہو رہے ہیں۔ مگر شفایاب ہوتے ہوئے نظر نہیں آتے۔ یوں تو ہمارے ڈاکٹر عنایت اللہ صاحب ناصر اپنی طرف سے عنایت کر رہے ہیں۔ اور اپنا تجربہ اور فن ڈاکٹری بذریعہ نور افشاں مرزاجی پر ظاہر کر رہے ہیں۔ اور کھلے کھلے لفظوں میں غیبی کی ہانگ لگا رہے ہیں۔ مگر ڈاکٹر صاحب بے ادبی معاف آپ تو قصبہ نارووال کے ہیں مگر مرزاجی کے صلاح کار بھی سیالکوٹی ہیں۔ خوب اگر وہ تلے ہوئے ہیں تو آپ بھی ڈٹے ہیں۔ کیوں نہ ہو آخر حکیم ہیں۔ دو دو چونٹیں نہیں۔ تو ایک ہی ایک ہی۔ دیکھئے پالا کس کے ہاتھ رہے۔ ہم مرزاجی کو نیک صلاح دیتے ہیں۔ اور دنیوی ڈاکٹروں کو نظر انداز کر کے روحانی ڈاکٹر کے ایک تابعدار فقیر کو پیش کرتے ہیں۔ اور سچائی سے مرزاجی کو سمجھاتے ہیں۔ اور زور سے یہہ کہتے ہیں۔ کہ مرزاجی دنیوی علاج سے اور کشمیری تجویز سے آپ کامیاب نہیں ہوں گے بلکہ نقصان اٹھاویں گے۔

بزرگ آتھم صاحب کی میعاد گذر گئی۔ اور دیکھنا کہ کوئی حواری آنکھہ مٹکاتا ادہر جاتا ہے اور کوئی ٹانگ ہلاتا ادہر جاتا ہے۔ تمام رفوچکر ہو جاویں گے۔ کیونکہ معاملہ دیگرگوں ہو گیا ہے۔ آتھم صاحب خدا جانے ایسے ویسے کتنے ملہموں کو چاٹے بیٹھے ہیں اور کتنے اور حلق سے اتار کر بستر آرام پر جا لیٹینگے۔ سو ہم آپ کو دعوت کرتے اور ایک عمدہ معالج کو بتاتے ہیں۔ تاکہ آپ کی بہتری ہو جائے۔ وہ ہمارے مسیح میں بزرگ پادری ٹھل صاحب فقیر ساکن سیالکوٹ ہیں جن کے فیض سے بندہ بھی شرف حاصل کر چکا ہے۔ یوں تو ان کے بہت سے کام ہیں جن کو وہ صرف ایک مسیحی برکت سمجھتے ہیں۔ مگر دوسرے لوگوں کے لئے وہ معجزاۃ ہو سکتے ہیں۔

(۱) ایک دفعہ آپ نے اس خاکسار سے ایک پادری صاحب مرحوم کی بیوی کی نسبت جو بھلی چنگی تھی۔ یہہ کہا کہ یہہ عورت ۸ یوم بعد فوت ہو جاویگی چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

(۲) بندہ کو اُن کی دعا سے روحانیت ملنے کے علاوہ ایک بچہ بھی نصیب ہوا۔ جس کے لئے مدت سے آرزومند تھا۔

(۳) سیالکوٹ کے ایک رئیس جو قوم ہنود سے ہیں ایک دفعہ اُن کے پاس آئے۔ اور کہنے لگے۔ کہ پادری صاحب آپ دعا کریں۔ اور اگر میرے گھر بیٹا ہو تو میں مسیحی ہو جاؤں گا آپ اُن کے لئے دعا کرتے رہے۔ اور وقت آ گیا۔ کہ بیٹا پیدا ہوا مگر باپ کا دل سخت ہو گیا۔ اور مسیح سے ٹھوکر کھائی۔ پس لڑکا گونگا اور بہرا رہ گیا۔ گو کہ اب تک زندہ ہے مگر بے کام۔

(۴) اسی طرح ایک عورت میں شیطانی روح کھیل رہی تھی۔ اُس کے مالک کی حسب اجازت پادری صاحب نے عورت کی چوٹی پکڑ کر کہا۔ میں تجھے یسوع مسیح ناصری کے نام سے کہتا ہوں اس سے دور ہو جا۔ اور وہ فوراً اچھی ہو گئی۔

پس مرزاجی کہئے کہ یہ آپ سے بڑے کام ہیں یا نہیں؟ سو آپ تشریف لائیے اور اپنا روحانی علاج کرائیے۔ پادری صاحب آپ سے کسی قسم کا طمع نہیں کریں گے بلکہ محض انسانی ہمدردی سے آپ کا عمدہ معالجہ کریں گے۔ میں آپ کی سفارش کرنے کو طیار ہوں۔ اور یقین کامل ہے کہ آپ صحت یاب ہوں گے۔ قادیاں آپ کے لئے سقم صحت ہے۔

مسیح دروازہ پر کھڑی دستک دے رہی ہے۔ آنکھہ کھولو۔ اور اُس کی آواز کو سنو وہ کیا کہہ رہی ہے۔ پس انسان کو اپنی شرارت سے باز آ کر ابدی زندگی کو حاصل کرنا چاہئے۔ سو مرزاجی لازم ہے۔ کہ اب توبہ کرو اور تمام پاکھنڈ کو چھوڑ کر سچے دل سے مسیح پر ایمان لا کر ہمیشہ کی زندگی معہ اپنے چاپڑوں کے حاصل کرو۔ کلیسیا کے ستانے والے نہ بنو بلکہ پولوس رسول کی طرح دیندار و عزت دار ہو جاؤ۔

اب رخصت ہوتا ہوں۔ اور آپ کو سلام عرض کرتا ہوں۔ آمین۔ راقم مصلح مبارک سیالکوٹی۔

بقیہ

بعض خیالاتِ محمدی پر سرسری ریمارکس

(۹) (فرض حج) قرآن میں لکھا ہے "تحقیق صفا اور مروہ نشانیوں اللہ کی سے ہیں۔ پس جو کوئی حج کرے گھر کا یا عمرہ کرے پس نہیں گناہ اوپر اُس کے یہہ کہ طواف کرے بیچ اُن دونوں کے اور جو کوئی خوشی سے بھلائی کرے پس تحقیق اللہ قدردان ہے جاننے والا" سورہ البقر رکوع ۹۔

ہندوؤں میں بھی کئی ایک تیرتھ مشہور ہیں۔ مثلاً بدری ناتھ۔ کدارناتھ۔ دوارکا۔ بنارس۔ پریاگ وغیرہ جہاں بعض ہندو جانا۔ اور مورتوں کے درشن کرنا۔ اور بعض رسمی باتوں کا ادا کرنا ضروری اور موجب ثواب خیال کرتے ہیں۔ اس فرض حج محمدی کے عبادتی دستورات عجیب خیالات سے مرکب ہیں۔ اور بہت کچھہ ہندوؤں کے خیالات کے موافق معلوم ہوتے ہیں۔ جن کا درج کرنا بسبب طوالت چھوڑ گیا۔ چنانچہ اُن کی پوری کیفیت کتاب عقائد اسلامیہ ترجمہ مولوی محمد شفقت اللہ حمیدی صفحہ ۲۴۷ سے ۲۵۵ تک اور کتاب تحقیق الایمان مصنفہ پادری مولوی عماد الدین صاحب اعتراض چہارم صفحہ ۱۱۲ میں درج ہے۔

مگر تعلیم انجیل کسی خاص جگہہ کو عبادت الٰہی کے واسطے مخصوص نہیں ٹھہراتی۔ بلکہ ہر جگہہ جہاں انسان اُس کی مرضی کے موافق عمل کرے قربت الٰہی حاصل کر سکتا ہے۔ چنانچہ انجیل یوحنا ۴: ۱۵-۲۴ تک مذکور ہے "عورت نے اس سے (مسیح) کہا اے خداوند مجھے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ نبی ہیں ہمارے باپ دادوں نے اس پہاڑ پر پرستش کی اور تم (یہودی) کہتے

ہو۔ کہ وہ جگہ جہاں پرستش کرنی چاہئے یروشلم میں ہے۔ یسوع نے اُس سے کہا۔ کہ اے عورت میری بات کو یقین رکھ۔ کہ وہ گھڑی آتی ہے۔ کہ جس میں تم نہ تو اس پہاڑ پر۔ اور نہ یروشلم میں باپ کی پرستش کروگے۔ تم اُسکی جسے نہیں جانتے ہو پرستش کرتے ہو۔ ہم اُس کی جسے جانتے ہیں پرستش کرتے ہیں۔ کیونکہ نجات یہودیوں میں سے ہے۔ پر وہ گھڑی آتی۔ بلکہ ابھی ہے۔ کہ جس میں سچے پرستار روح و راستی سے باپ کی پرستش کریں گے۔ کیونکہ باپ بھی اپنے پرستاروں کو چاہتا ہے۔ کہ ایسے ہوویں۔ خدا روح ہے اور اُس کے پرستاروں کو فرض ہے۔ کہ روح و راستی سے پرستش کریں"۔

پس اب اس روحانی طریقۂ عبادت الٰہی کو چھوڑ کر جو اُس کی عین مرضی اور صفات کے موافق ہے۔ جس کی تشبیہہ و علامتیں احکامات توریت میں قوم یہود پر ظاہر کی گئیں۔ جو صرف جسمانی خیالات پر مبنی تھیں کون فرض خیال کرسکتا ہے؟ مگر صرف وہی جو جسمانی طبیعت رکھتا ہو۔ اور روحانی تعلیم انجیل سے اپنی آنکھیں بند کرے۔ جیسا لکھا ہے "مگر نفسانی آدمی خدا کی روح کی باتیں نہیں قبول کرتا۔ کہ وے اُس کے آگے بیوقوفیاں ہیں۔ اور نہ اُنہیں جان سکتا ہے۔ کیونکہ وے روحانی طور پر بوجھی جاتی ہیں"۔ ۱۔ قرنتیوں ۲: ۱۵۔

(۱۰) (جھوٹھ بولنا) کتاب ہدایت المسلمین کے صفحہ ۳۱ میں یوں درج ہے "کہ یہہ لوگ (محمدی) خدا کی راہ میں جھوٹھ بولنا ثواب جانتے ہیں۔ چنانچہ سورہ صافات رکوع ۳ کی آیت فَنَظَرَ نَظْرَةً فِي النُّجُوْمِ کے نیچے عبدالقادر کے ساتویں فائدہ میں لکھا ہے کہ اللہ کی راہ میں جھوٹ بولنا عذاب نہیں۔ بلکہ ثواب ہے"۔

ہندو بھی "دیدہ دانستہ رحم کی نظر سے جھوٹھ بولنے میں سورگ سے نہیں گرتا۔ اور اس کی بانی منو وغیرہ دیوتا کی بانی کے برابر سمجھتے ہیں۔ جہاں سچ بولنے سے برہمن۔ کشتری۔ ویش۔ شودر قتل ہوتا ہو۔ وہاں جھوٹھ بولنا سچ سے بھی اچھا ہے" شاستر منو ادھیاء ۸۔ اشلوک ۱۰۳ و ۱۰۴۔

مگر تعلیم انجیل دیدہ دانستہ کسی حالت میں جھوٹھ بولنے کی مطلق پروانگی نہیں دیتی ہے۔ بلکہ ہر حالت میں جھوٹھ بولنے پر مندرجہ ذیل فتویٰ ظاہر کرتی ہے یعنے "وہ جو دغاباز ہے میرے گھر میں ہرگز نہ رہ سکے گا۔ اور جھوٹھ بولنے والا میری نظر میں نہ ٹھہریگا" زبور ۱۰۱: ۷۔ "جھوٹھے لبوں سے خداوند کو نفرت ہے۔ پر وے جو راستی سے کام رکھتے ہیں اس کی خوشی ہیں" امثال ۱۲: ۲۲۔ "سارے جھوٹھوں کا حصہ اُسی جھیل میں ہوگا جو آگ اور گندک سے جلتی ہے" مکاشفات ۲۱: ۸۔ "اے خداوند تیرے خیمہ میں کون رہیگا۔ اور تیرے کوہ مقدس پر کون سکونت کریگا۔ وہ جو سیدھی چال چلتا۔ اور صداقت کے کام کرتا ہے۔ اور دل سے سچ بولتا ہے" زبور ۱۵: ۱ و ۲۔

(۱۱)۔ (نماز کی بابت) قرآن میں مذکور ہے "محافظت کرو اوپر نمازوں کے۔ اور نماز بیچ والی پر۔ یعنے عصر۔ اور کھڑے ہو واسطے اللہ کے چپکے" سورہ البقر رکوع ۳۱۔ "پس جب تمام کر چکو نماز کو۔ پس یاد کرو اللہ کو کھڑے یا بیٹھے۔ اور اوپر کروٹوں اپنی کے۔ پس جب آرام پاؤ پس تم سیدھی کرو نماز کو تحقیق نماز ہے اوپر مسلمانوں کے لگے ہوئے وقت مقرر کئے ہوئے" سورہ النسا رکوع ۱۵۔

ہندو بھی بعض وقت سندھیا (جپ) کرنا بہتر سمجھتے ہیں چنانچہ شاستر منو میں مذکور ہے "پراتھہ کال (فجر) گائتری کا جپ کرتا رہے جب تک سورج کا درشن نہو۔ اور اسی طرح سائیں کال (شام) میں جب تک تارے نہ دکھلائی دیں۔ پراتھہ کال کی سندھیا کرنے سے رات کا پاپ چھوٹ جاتا ہے۔ اور سائیں کال کی سندھیا کرنے سے دن کا پاپ چھوٹ جاتا ہے۔ جو آدمی دونوں وقت کی سندھیا نہیں کرتا وہ شودر کی طرح دوج کرم سے باہر ہو جاتا ہے" ادھیاء ۲۔ اشلوک ۱۰۱ سے ۱۰۳ تک۔

کلام خدا انجیل سے ظاہر ہے۔ کہ نماز کرنے کا دستور قدیم سے چلا آتا ہے۔ یہودی بھی نماز کرنا ضروری سمجھتے تھے۔ چنانچہ زبور ۹۵: ۶ میں مذکور ہے "آؤ ہم سجدہ کریں۔ اور جھکیں اور اپنے پیدا کرنے والے خداوند کے حضور گھٹنے ٹیکیں" انجیل مقدس میں بھی مذکور ہے "اور جب تو دُعا مانگے ریاکاروں کی مانند مت ہو۔ کیونکہ وے عبادتخانوں میں اور رستوں کے کونوں پر کھڑے ہو کے دُعا مانگنے کو دوست رکھتے ہیں تاکہ لوگ انہیں دیکھیں۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ وے اپنا بدلا پاچکے۔ لیکن جب تو دُعا مانگے اپنی کوٹھری میں جا۔ اور اپنا دروازہ بند کرکے اپنے باپ سے جو پوشیدگی میں ہے دُعا مانگ۔ اور تیرا باپ جو پوشیدگی میں دیکھتا ہے ظاہر میں تجھے بدلا دیگا۔ اور جب دُعا مانگتے ہو غیر قوموں کی مانند بیفائدہ بک بک مت کرو۔ کیونکہ وے سمجھتے ہیں کہ زیادہ گوئی سے ان کی سُنی جائیگی" متی ۶: ۵-۷ تک۔ پھر رسول فرماتا ہے "دُعا مانگنے میں مشغول اور اُس میں شکرگذاری کے ساتھ ہشیار رہو" قلسیوں ۴: ۲۔ پس اس لئے مسیحی لوگ بھی دعاؤں (نمازوں) میں اکثر مشغول رہتے ہیں کیونکہ ضروری بات ہے۔

بیشک محمدی نماز کا یہہ قاعدہ کہ جماعت کے بہت سے لوگ فراہم ہو کر دُعا یا نماز کرتے ہیں۔ ایک عمدہ اور اہل کتاب کے موافق قاعدہ ہے۔ مگر اُن کی نماز کا منشا وہی ہے جو ہندوؤں کا ہے یعنے نمازوں کے ذریعہ آدمی نیک بنے اور گناہ (پاپ) سے چھوٹ جاوے۔ یا ثواب حاصل کرے پر مسیحی نمازوں کا یہہ منشا نہیں ہے۔ بلکہ یہہ کہ آدمی پہلے نیک ہو۔ یا بنے تاکہ خدا کی شکرگذاری ادا کرسکے۔ اور اُس کے ساتھ دعا میں ہم کلام ہو کر خوشی حاصل کرے۔ پس محمدی ہندوؤں کی نمازیں انسان کے پاک ہونے اور ثواب پانیکا ایک ذریعہ خیال کی جاتی ہیں۔ مگر مسیحی نمازیں نجات یافتہ لوگوں کی شکرگذاری سمجھی جاتی ہیں۔ جو ضروری ہے تا

(۲) (بہشت کی بابت) قرآن میں مذکور ہے "اور خوشخبری دے اُون لوگوں کو کہ ایمان لائے۔ اور کام کئے اچھے۔ یہہ کہ واسطے اُن کے بہشت ہیں چلتی ہیں نیچے اُن کے سے نہریں" سورۃ البقر رکوع ۳ "مگر بندے اللہ کے خالص کئے گئے یہہ لوگ واسطے اُن کے رزق ہے معلوم میوے اور وہ عزت دئے جاویں گے بیچ باغوں نعمت کے اوپر تختوں کے آمنے سامنے پھرایا جاوے گا اوپر اُن کے پیالہ شراب لطیف کا۔ سفید مزہ دینے والی پینے والوں کو۔ نہ بیچ اس کے خرابی ہے۔ اور نہ وہ اس سے بیہودہ بکینگے اور نزدیک ان کے بیٹھی ہونگی نیچے رکھنے والیاں خوبصورت آنکھوں والیاں گویا کہ وہ انڈے ہیں چھپائے ہوئے" سورہ والصافات رکوع ۲ ٭

پس بہشت کی بابت ایسا ہی کم و بیش ذکر قریب ۲۸ یا ۲۹ جگہہ قرآن میں مذکور ہے۔ مگر کسی آیات بہشتی میں کہیں یہہ مذکور نہیں ہے۔ کہ بہشت میں خدا اُن کے ساتھہ ہوگا۔ اور مومنین اس کے چہرہ پر نظر کریں گے۔ اور اس کی ستایش و تعریف میں ابد الآباد مشغول رہکر لاثانی خوشی حاصل کریں گے ٭

ہندوؤں کے خیال موافق پرلوک کا آنند صرف یہہ ہے کہ آدمی اپنی بھول دبھرم سے چھوٹ کر جسکا نتیجہ کرم کے سمان آواگون میں حاصل کرتا رہتا ہے۔ گیان حاصل کر کے "سب جانداروں میں آتما کے وسیلہ سے آتما کو دیکھتا ہے۔ اور سمدرشی ہوکر بڑی برہم پدوی کو پاتا ہے" (شاستر منو ادھیا ۱۲۔ اسلوک ۱۲۵) یعنے پرمیشور میں لین (وصل) ہو جاتا ہے اور بس ٭

مگر انجیل مقدس میں اس پاک بہشت۔ اور اُس کی لاثانی خوشی کی بابت لکھا ہے کہ خدا نے اپنے محبتوں کے لئے وہ چیزیں تیار کیں۔ "جو نہ آنکھوں نے دیکھی۔ نہ کانوں نے سُنی۔ اور نہ آدمی کے دل میں آئی۔ بلکہ خدا نے اپنی روح کے وسیلے ہم پر ظاہر کیا" ۱ قرنتھیوں ۲: ۹ جس کی خواہش میں اس کے بچے مومنین مرنے تک مستعد رہتے ہیں (مکاشفات ۴: ۱۰) یوں ظاہر کیا۔ یسوع نے جواب میں اُن سے کہا تم نوشتوں اور خدا کی قدرت کو نہ جانکر غلطی کرتے ہو کیونکہ قیامت میں لوگ نہ بیاہ کرتے نہ بیاہے جاتے ہیں۔ بلکہ آسمان پر خدا کے فرشتوں کی مانند ہیں" متی ۲۲: ۲۹ و ۳۰ ٭

(۱) بہشت میں خدا اپنے مقدسوں کے ساتھہ سکونت کریگا۔ مکاشفات ۲۱: ۳

(۲) بہشتیوں کی خوشی۔ مکاشفات ۷: ۱۶ و ۱۷۔ اور ۲۱: ۴ و ۲۵ ٭

(۳) بہشتیوں کا کاروبار۔ اس کے چہرہ پر نگاہ رکھنا مکاشفات ۲۲: ۴۔ اور ابد الآباد اس کی ستایش و تعریف کرنا۔ مکاشفات ۴: ۱۰ و ۱۱۔ اور ۱۹: ۶ ٭

ہر سہ مذاہب کی تعلیم بہشتی مذکورہ بالا کی بابت ناظرین خود انصاف کریں۔ کہ کون سی تعلیم عقلاً و نقلاً انسانی درجہ اور خدا کی شان کے موافق ظاہر ہوتی ہے ٭ کیا وہ جس میں صرف نفسانی خیالات موجود ہیں۔ جو بغیر جسم اُس قدوس کے حضور میں محض بے مطلب۔ اور اس کی قدوسیت کے خلاف ہیں۔ یا وہ جس میں اپنے خالق قادر مطلق کے اندر وصل ہو جانا۔ جو انسان کے لئے محال بلکہ ان ہونا ہے "چہ نسبت خاک را بعالم پاک" مگر ہاں وہ جس میں ہمیشہ اس کے حضور حاضر رہ کر ابد الآباد اس کی تعریف کرنا اصلی و سچی خوشی ظاہر ہوتی ہے۔ باقی آیندہ

راقم

بہادر مسیح۔ منّاد ٭

شملہ پر آریا سماج کا سالانہ جلسہ

ڈیر اڈیٹر گڈ مورننگ

عنایت فرماکر یہہ مضمون اپنے اخبار گوہر بار کے کسی گوشہ میں درج فرماکر بندہ کو ممنون و مشکور فرماویں۔ و ہو ہذا :-

اے ناظرین با تمکین اخبار نور افشاں آپ نے بچشم خود کئی ایک جلسے دیکھے یا سُنے ہوں گے۔ لیکن شاید کبھی ایسا جلسہ آپ کی کہیں دید و شنید میں نہ آیا ہوگا۔ اس لئے تکلیف دیتا ہوں کہ ذرا چند لمحہ تک ادہر بھی اپنی توجہہ فرماکر اس جلسہ کی کیفیت سُنئے ٭ میرا اس وقت بخوف طوالت و عدم فرصتی کے یہہ منشا نہیں۔ کہ اُس کا تمام مفصل حال بیان کروں بلکہ صرف یہہ دکھلاؤں۔ کہ اُس میں کیفیت کیا تھی۔ تاکہ پبلک آگاہ ہو۔ کہ ایسے جلسوں کے کیسے نتیجہ ہوتے ہیں ٭

۲۲۔ اگست کو یہہ مذکورہ بالا جلسہ یہاں پر منعقد ہوا۔ اور ۵ روز رہا۔ اُس میں دور دور سے آریا سماج کے مشہور و معروف لایق و فایق لیڈر تشریف فرما ہوئے۔ مثلاً لالہ ہنس راج بی اے پرنسپل ڈی۔ اے۔ وی کالج لاہور اور جناب منشی رام صاحب پلیڈر۔ جالندہر۔ لالہ آتما رام امرتسر۔ اور لالہ کرپا رام اور چند اور جن کا نام مجھے اس وقت یاد نہیں تشریف لائے تھے ٭ ان سب صاحبان نے باری باری اپنے اپنے لکچر ٹون ہال اور آریہ سماج مندر میں دئے۔ اور چند جگہوں کے لئے چندے بھی جمع کئے ٭ اُن میں سے لالہ ہنس راج و منشی رام و آتما رام و کرپا رام کے لکچر قابل تعریف تھے ٭ بڑی سرگرمی و جوش و خروش کے ساتھہ بیان کئے گئے جن سے سامعین عش عش کر گئے۔ بلکہ اکثروں کے آنسو بھی بہے ہوں گے۔ اور اُنہوں نے اپنی اپنی خوشی و خورمی خوب تالیاں بجا بجا کر ظاہر کی۔ اور ایسی سرگرمی لکچروں میں تھی۔ کہ ایکدن میں ۷ لکچر دئے گئے۔ جن میں سے ۳ آخری لکچر آریا سماج مندر میں بوقت شام دئے گئے۔ پر جب آخری لکچرار صاحب کھڑے ہوئے۔ تو وہ بڑی سخت و کرخت باتوں سے متکلم ہوئے۔ اور یہہ کہنا شروع کیا۔ کہ آپ لوگ گوشت خور۔ شراب خور۔ حرام کار وغیرہ ہیں۔ جو پریم ایشور سے رکھنا چاہئے وہ دوسری باتوں کی طرف رکھتے ہیں۔ کہ جس سے روح و جسم دونوں کی بربادی ہے۔ آپکی یہہ حالت نفرت کے لایق ہے۔ آپ صرف دکھلانے کے

لیئے بڑے بڑے چندے دیتے ہیں وغیرہ وغیرہ +

جب یہہ کلمات سُنے۔ تب تو سامعین کپڑوں سے باہر ہو گئے ؛؛ اور غصہ و غضب سے بھر کر کھڑے ہو کر ایسے لیکچے کہ گالی گلوج و طعن و تشنیع کا خوب ہی لیکچر دیا۔ اور شیم شیم پکارنے لگے ؛؛ اُس وقت ایسی کاگارول مچی۔ کہ سارے کمرے میں کوئی ایسا نہ تھا جو کھڑے ہو کر لیکچر نہ دیتا تھا۔ اور جھگڑے کا بازار ایسا گرم تھا۔ کہ ایکدوسرے کی کوئی نہیں سُنتا تھا ؛؛ کوئی تو کہتا تھا۔ کہ واہ بھائی یہہ اچھی شانتی ملی۔ اور کوئی بولتا تھا۔ کہ یہہ سب دہوکھے کی ٹٹی ہے۔ اور بعض کہتے تھے۔ کہ واہ دلوں کے غبار تو آج ہی نکلے ہیں ؛؛ اڈیٹر صاحب اگر چند معززین اُس وقت اُن کو سمجہاتے۔ اور نہ روکتے۔ تو اس میں کچھ شک نہیں تھا۔ کہ لتھاپائی اور جوتم جوتا کی نوبت پہنچتی۔ بلکہ کچھ تعجب نہ تھا۔ کہ خونریزی بہی ہوتی۔ پر خیر گذری۔ جب سب لیڈروں نے دیکھا۔ کہ جھگڑا بڑھتا ہے۔ تو جھٹ لیکچر صاحب کی میز کے گرد جمع ہو۔ اور آرتی کرنی شروع کر دی ؛؛ ادہر تو یہہ آرتی کر رہے تھے۔ اور اُدہر سامعین بارئی کر رہے تھے۔ شانتی کے بدلے کو دانتی ہو گئی۔ اور خوب ہی کاگارول مچی ؛؛ جب دیکھا۔ کہ کچھ نہیں بن پڑتا۔ تب سب دم بخود ہو کر ہر ایک اپنے اپنے گھر چلدیا۔ پس کچہری برخواست مقدمہ ڈسمس ہو گیا ؛؛

حاصل الکلام نتیجہ یہہ ہوا۔ کہ آریا سماج کے درمیان ایسا نفاق ہوا کہ اُس کے دو حصے ہو گئے۔ ایک ؛؛ Carnivorous (یعنے گوشت کھانیوالے) دوسرے Vegetarian (یعنے ساگ پات کھانیوالے) +

پس ناظرین اخبار اسی سے خود دریافت کر سکتے ہیں۔ کہ اس ڈھنگ کے لیکچروں اور ایسی ترتیب کے جلسوں۔ اور ایسی سبہا آرائیوں سے کیا اُن کی کچھ بہبودی یا اُنتی ہو سکتی ہے؟ کیونکہ جب اپنے گھر ہی میں یہہ حال ہے تو باہر والے کیا نمونہ لینگے۔ مگر اڈیٹر صاحب وہ کریں تو کیا کریں۔ اُن کی سب بنیاد تو کچھی

سکھائی اور من گھڑت تعلیم پر ہے۔ نہ کہ کسی الہامی کلام پر +

اب اے بھائیو الہامی کلام کی باتیں سُنو۔ وہ ہم سب کو کھانے پینے کی بابت یوں تعلیم دیتا ہے۔ کہ "کہانے پیٹ کے لئے ہیں۔ اور پیٹ کھانوں کے لئے پر خدا اس کو اور اُس کو نیست کریگا۔ پر بدن حرامکاری کیلئے نہیں۔ بلکہ خداوند کے لئے ہے۔ اور خداوند بدن کے لئے" ؛؛ پھر دیکھو رومی ۱۴ باب میں یوں مرقوم ہے۔ کہ "وہ جو کہاتا ہے۔ اُس پر جو نہیں کہاتا ہے عیب نہ لگاوے اور جو نہیں کہاتا ہے۔ اُسپر جو کہاتا ہے عیب لگاوے۔ کیونکہ خدا کی بادشاہت کہانا پینا نہیں۔ بلکہ راستی و سلامتی اور روح القدس سے خوشوقتی ہے"۔ پس فانی چیزوں کیلئے کیوں جھگڑتے اور تکرار کرتے ہو؟ اور اُسی طالب کے کلام کو قبول کرو اور یسوع مسیح پر ایمان لاؤ "جو ہماری صلح ہے جس نے دو کو ایک کیا۔ اور اُس دیوار کو جو درمیان تھی ڈھا دیا" وغیرہ بغور دیکھو افسی ۲: ۱۴ و ۱۹ تک +

اب ہم آریا سماج کے لیڈروں کو صلاحاً یہہ کہتے ہیں۔ کہ وے آگے کو ایسی سرگرمی ظاہر نکریں۔ کہ ایک دن میں سات سات لیکچر دیں۔ کیونکہ زیادہ کہانیسے بدہضمی ہو جاتی ہے۔ اور تب کہا پیا قے کر دیتے ہیں۔ جیساکہ مذکورہ بالا جلسہ کی کیفیت سے عیاں ہے۔ غور کرو امثال ۲۵: ۱۶ پر کہ "کیا تو نے شہد پایا۔ تو اتنا کہا جتنا تیرے لئے بس ہے۔ تا نہووے۔ کہ تو زیادہ کھا جاوے اور اُسے اُگل ڈالے" نیز یہہ بھی جتائے دیتے ہیں کہ وہ سخت و کرخت باتوں سے کلام کیا کریں۔ کیونکہ ایسا کرنیسے فائدہ کی جگہہ نقصان ہوتا ہے جیساکہ یہہ بھی مذکورہ بالاجلسہ کی ایک لیکچر صاحب سے ظہور میں آیا۔ اور نتیجہ بد نکلا بلکہ نرمی و ملائمت کی باتوں سے متکلم ہونا ضرور ہے۔ جیساکہ کلام ربانی فرماتا ہے۔ کہ "جو تم سے کوئی اُسی اُمید کی بابت پوچھے تو فروتنی اور ادب سے جواب دو" ۱۔ پطرس ۳: ۱۵۔ پھر حضرت سلیمان اپنی امثال کی کتاب میں یوں فرماتے ہیں۔ کہ "ملائم جواب غصہ کو کھو دیتا ہے۔ پر سخت باتیں غضب انگیز ہیں" امثال ۱۵: ۱ پھر یہہ۔ کہ "ملائم زبان ہڈی کو توڑتی ہے" امثال ۲۵: ۱۵۔ ہمارے خداوند مسیح نے خود فرمایا ہے۔ کہ "میرے پاس آؤ اور مجھسے سیکھو کیونکہ میں حلیم اور دل سے خاکسار ہوں تو تم اپنے جیو میں آرام پاؤگے" متی ۱۱: ۲۸ و ۲۹۔ پس اگر حلیم بنا۔ اور حلیمی سے سکھلانا چاہتے ہو۔ تو پہلے یسوع مسیح کے پاس آکر سیکھو۔ تب اوروں کو سکھاؤ۔ کیونکہ وہ سب کو بلاتا ہے۔ اور جو اُس کے پاس آتا ہے۔ وہ کسی کو نہیں نکال دیتا ؛؛

اب ہم لیکچروں کی ایک دو خیال کا مختصر جواب دینا چاہتے ہیں۔ سو بغور سُنئے ؛؛ مذکورہ بالا لیکچروں میں یہہ خیال ظاہر کیا گیا کہ "آریا یا ویدک دہرم قایم کرنے۔ اور پھیلانے کے لئے سنسکرت زبان کالجوں۔ سکولوں۔ پاٹ شالاؤں میں پڑہانا چاہئے۔ بغیر اُس کے ویدک دہرم کی ترقی نہیں ہو سکتی ؛؛ وغیرہ" ہم پوچھتے ہیں۔ کہ کیا کوئی مذہب اپنی زبان کے وسیلے سے دُنیا میں پھیل گیا ہے؟ اگر بالفرض محال ایسا ہو بھی تو کیوں۔ عبرانی۔ یونانی رومی۔ عربی روسی چینی وغیرہ مذاہب دُنیا میں نہ پھیل گئے؟ پھر ہم کہتے ہیں کہ اگر ایسا بھی ہے۔ تو کیوں وہ سب جنہوں نے انگریزی زبان حاصل کی۔ انگریز نہ بن گئے؟ یا جنہوں نے عربی زبان سیکھی محمدی نہو گئے؟ آپ لوگ جنہوں نے انگریزی حاصل کی عیسائی نہو گئے؟ پس لیکچر صاحب کا یہہ خیال محض غلط ٹھہرا ؛؛ ہاں البتہ اتنا تو ہم قبول کرتے ہیں۔ کہ زباندانی سے اُس مذہب کی واقفیت تو ہو سکتی ہے۔ نہ کہ مذہب کی تبدیلی۔ کیونکہ مذہب کی تبدیلی و ترقی اور پایداری و صداقت اُسی مذہب کے خدا کی طرف سے ہونے۔ اور اُسی مذہب کی زندہ و پاکیزہ تعلیم پر موقوف ہے ؛؛ پس اگر آپ لوگ سنسکرت زبان سے مذہب کی واقفیت کرانا چاہتے ہیں۔ تو مرحبا! ہم بھی یہی چاہتے ہیں۔ کیونکہ جبتک آپ کے گھر کا دروازہ بند رہتا ہے۔ تو اندر کا حال کوئی نہیں جانتا۔ پر جب دروازہ کھولکر دیکھا جائیگا۔ تب معلوم ہوگا۔ اور کلیتہً فیصلہ ہو جائے گا۔ کہ یہہ رہنے کے قابل ہے۔ کہ نہیر

آیا مجھے روحانی راحت و آرام اُس میں رہنے سے مل سکتا ہے - کہ نہیں - یا میری روحانی بھوکھ و پیاس مٹ سکتی ہے کہ نہیں ⁂ پیشتر اس کے - کہ آپ اس دہرم کے پھیلانے کے فکر کریں - پہلے اس بات کی فکر کریں - کہ آیا یہہ دہرم عالمگیر دہرم ہے - کہ نہیں ⁂ دوم یہہ کہ اُس کے پھیلانے کا حکم کہاں ہے ⁂ سوم کہ ذات کا بندھن توڑ ناضرور ہے کہ نہیں ⁂ یاد رہے - کہ جبتک یہہ ذات کا بندھن نہ ٹوٹے گا - تب تک یہہ مقصد ہرگز ہرگز پورا نہ ہوگا ؞

دوم خیال جس پر بڑا زور دیا گیا یہہ تھا - کہ ”آریا دہرم شل پیڑ کے اس ملک میں لگایا گیا - مگر جب سے انجیل اس ملک میں آئی - تب سے عیسائی شل دیمک کے اس پیڑ میں لگ گئے - اور اُس کا چھلکا و گودا گویا کہا لیا - وہ پیڑ مردہ ہوکر گرنے پر تھا - پھر ایشور نے دیانندجی کو اُٹھا لیا - تاکہ وہ اس دیمک کو دور کرے - اور اس کو بحال کرکے پھر اُسی اصلی حالت پر لاوے ⁂ اس لئے اے آریا بھائیو آؤ اُن کے نمونہ پر ہم بھی اُس دیمک کے ہٹانے - اور پیڑ کو بچانے کی کوشش کریں - تاکہ وہ بڑھے - اور پھیلے - اور اپنی اصلی قوت پر آوے“ وغیرہ

میں اس خیال کو سن کر خادمان دین و واعظان انجیل کو مبارکبادی دیتا ہوں کہ آپ کی محنت خداوند میں بیفائدہ نہیں - پر اس خیال میں ایک شہادت پاتے ہیں - کہ انجیل کی تاثیریں تک اُن میں اثر پذیر ہے ⁂ پس بھائیو ہمت باندہو - اور ڈھیلے ہاتھ اور سست گھٹنوں کو سیدھا کرو - اور کوشش کرو - تاکہ یہہ تاثیر زیادہ زیادہ ہو - اور تمام مذاہب پر غالب آوے - اور اُن میں روحانی و جاودانی زندگی ڈالے ⁂ اور آریا بھائیوں سے مخاطب ہوکر یوں کہتا ہوں - کہ یہہ آپ کا دیمک خوردہ مذہب آپکی تدابیر کی رسیوں سے ہرگز ہرگز استادہ نہیں ہو سکتا اور آپ کی یہہ محنت انجیل کی تاثیر روکنے کی بابت رایگاں ہوگی کیونکہ کوئی بشر اُس کو روک نہیں سکتا - اور نہ برباد کرسکتا ہے کیا کوئی اپنا سر چٹان پر مار کر چٹان کو توڑ سکتا ہے ؟ اگر چیونٹیاں مل کر کہیں کہ ہم بہتے ہوے دریا کو روک دیں - تو کیا وہ دریا کو روک دیں گے ؟ پس آپ لوگ اُس فضل کے دریا کو جو تمام دنیا کے سیراب و شاداب کرنے کو خدا کی طرف سے بہایا گیا ہے - ہرگز نہیں روک سکتے ⁂ کیا کہیں بشر میں یہہ طاقت ہے - کہ آفتاب کی گرمی و روشنی کو تمام دنیا پر تاثیر کرنے سے روک دے ؟ ہرگز ہرگز نہیں ”این خیال است محال است و جنون“ اے مخالفان انجیل آپ تو صرف دیمک سے ڈرتے ہو - پر دیکھو خدا کا کلام دودہاری تلوار کی مانند ہے - جو جان و روح و گودے کو چیر ڈالتا ہے - چنانچہ لکھا ہے - کہ ”خدا کا کلام زندہ - اور تاثیر کرنے والا - اور ہر ایک دودہاری تلوار سے تیز تر ہے - اور جان و روح اور بند بند اور گودے گودے کو جدا کرکے گذر جاتا - اور دل کے خیالوں کو - اور اور ارادوں کو جانچتا ہے - اور کوئی مخلوق اُس سے چھپا نہیں - بلکہ جس سے ہم کو کام ہے سب کچھ اُس کی نظروں میں کھلا ہوا و بے پردہ ہے“ عبرانی ۴ : ۱۲ و ۱۳

کاشکہ آپ اُس یہودی معلم گملیل کی صلاح کو جو اُس نے مخالف یہودیوں کو یہہ کہکر دے - کہ اگر یہہ تدبیر یا کام انسان کی طرف سے ہے - تو ضایع ہوگی - پر اگر خدا کی طرف سے ہے - تو تم اُسے ضایع نہیں کرسکتے - ایسا نہو کہ تم خدا سے بھی لڑنے والے ٹھہرو“ اور اگر آپ اسکی نیک صلاح کو منظور نہ کریں - تو یاد رہے کہ جو حال تھیوداس و یہوداہ جلیلی کا ہوا وہی آپ کا بھی ہوگا دیکھو اعمال ۵ : ۳۴ - ۴۰ تک ؞

اب آخر کار میں اُس بزرگ شیخ سعدی شیرازی کا قول یاد دلا کے اس مضمون کو ختم کرتا ہوں ؞

بیت

ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی ؞ کیں رہ کہ تو میروی بترکستان است

الراقم

جسونت سنگہ از کوٹ گڑہ علاقہ شملہ ؞

ہم اس دفعہ اشاعت ہذا میں واقعات و خبروں کا لکھنا اس لئے ملتوی رکھتے ہیں - کہ مراسلات ذیل کا اندراج ضروری تھا - اگر ان کو پرچہ آئیندہ میں درج کیا جاتا تو باسی ہوکر بیمزہ ہوجاتے ؞ (اڈیٹر)

جنگ مقدس کا خاتمہ اور امرتسر میں مسیحیوں کا اجلاس

ناظرین میں سے ہر ایک پر وہ مشہور عالم پیشین گوئی روشن ہے - جو مرزا قادیانی نے مباحثہ امرتسر کے اختتام پر کی تھی - کہ ”ڈپٹی عبداللہ آتھم صاحب (فریق ثانی) ۱۵ ماہ تک یعنے ۵ ستمبر ۱۸۹۴ء تک سزائے موت ہاویہ میں ڈالے جاویں گے“ ؞

اس خبر نے اس قدر شہرت پکڑی - کہ پنجاب کے ہر ایک شہر اور گاؤں کا بچہ بچہ اس کا ذکر کرتا تھا ⁂ نہ فقط پنجاب - پر دنیا کے ایک بڑے حصہ میں اس کا چرچا تھا - اور سب کی آنکھ ۵ ستمبر ۱۸۹۴ء کی طرف لگی ہوئی تھی - اور اس کے نتیجہ کے ظہور کے منتظر تھے ؞

اس مقام پر اس بات کا ذکر کرنا خالی از لطف نہ ہوگا - کہ امرتسر میں ڈپٹی صاحب کے ہلاک کرنے کے لئے تین دفعہ حملے کئے گئے ؞

چونکہ اُن کا امرتسر میں رہنا باعث اندیشہ تھا - اس لئے ڈپٹی صاحب ۱۳ اپریل کو امرتسر سے جنڈیالہ تشریف لیگئے - اور وہاں سے لودیانہ کو چلے گئے - جہاں ایک شخص برچھی سے ڈپٹی صاحب کا کام تمام کرنا چاہتا تھا ؞

لودہیانہ میں کچھ دن رہکر ڈپٹی صاحب فیروزپور میں رونق افروز ہوئے ⁂ اس جگہہ ان پر چار حملے ہوئے - بندوق سے

دو دفعہ گولی چلی - ایک دفعہ ایک شخص گنڈاسا لئے ہوئے نظر آیا - دو دفعہ ۲ - ۳ - آدمی رات کے وقت قریب کے کھیتوں میں چھپے ہوئے معلوم ہوئے - جو پولیس کے تعاقب کرنے سے مفرور ہو گئے - اور انہیں میں سے ایک دفعہ رات کے وقت ۳ آدمی کوٹھی کا دروازہ توڑ رہے تھے ؛ چونکہ ایسے وقت میں زیادہ حفاظت کی ضرورت تھی (جو پیشین گوئی کا آخری روز تھا) اس لئے ڈاکٹر کلارک صاحب ۵ ستمبر ۱۸۹۴ء کو امرتسر سے فیروزپور تشریف لے گئے - رات کے وقت حسب معمول پولیس کا پہرہ رہا ؛

۱۲ بجے رات کے بعد (۶ ستمبر ۱۸۹۴ء) اُن مسیحیوں نے جو حاضر تھے اول خدا کا شکر کیا - اور اس کے بعد ڈپٹی صاحب کو مبارک باد دی ؛ اس کے بعد پنجاب کے مختلف شہروں میں دس تار خبریں بھیجی گئیں - جن میں سے ایک مرزا قادیانی کے نام پر تھی - اور وہ یہہ ہے - کہ "آتھم - تندرست ؛ گدھا - پیاسا ہی رہتی - ہے - یا بھیجوں" ؛ ۹ بجے صبح ہم لوگ فیروزپور سے ڈپٹی عبداللہ آتھم صاحب کے ہمراہ امرتسر کو روانہ ہوئے ؛

رستہ میں رائیونڈ کے لوگوں کو ڈپٹی صاحب کے دیکھنے کا بڑا شوق تھا چنانچہ بہت لوگ ریل گاڑی کے قریب آ کر حاضر ہوئے - جن میں سے ایک قادیانی کا مرید بھی تھا - جب اُس نے اپنی آنکھوں سے ڈپٹی صاحب کو دیکھا - تو کہنے لگا - کہ میں اس وقت سے اُس کا پیرو نہیں ہوں - اور میں کوشش کروں گا - کہ میرے اور پیر بھائی بھی اُس سے الگ ہو جاویں ؛

پھر جب ہم لاہور پہنچے تو سب سے پہلے انجمن حمایت اسلام کے سکرٹری حاضر ہوئے - اور کہنے لگے - کہ آتھم صاحب کی بابت تمام شہر میں شور پڑا ہوا ہے - اور تار خبر مشہور ہوئی ہے - کہ آتھم صاحب فوت ہو گئے ہیں ؛ لیکن چونکہ مجھے خبر ملی تھی - کہ وہ اس گاڑی میں آتے ہیں - تو میں بچشم خود دیکھنے کو حاضر ہوا ہوں ؛ اور انہوں نے یہہ بھی کہا کہ میں ۱۰ اگست ۱۸۹۴ء کو موضع قادیاں میں موجود تھا - اور میں نے مرزا صاحب سے اس پیشین گوئی کی بابت پوچھا - تو اُنہوں نے کہا - کہ بے شک ۵ ستمبر ۱۸۹۴ء کی رات کے ٹھیک ۱۲ بجے پیشین گوئی پوری ہو گی - اور ایسے وقت میں جب کہ وہ کھاتے پیتے اور تندرست نظر آویں گے - اور ڈاکٹر صاحب تسلی دیں گے کہ سب خیر ہے - میں نے پوچھا - کہ اگر وہ نہ مریں - تو یا حضرت اس کی کوئی تاویل بھی ہے - تو کہنے لگے - کوئی نہیں - ضرور ضرور ۱۲ بجے رات کے ۵ ستمبر ۱۸۹۴ء کو پیشین گوئی پوری ہو گی ؛

علاوہ ازیں لاہور کے دیگر معززین و اڈیٹر اخبارات - اور ایک جماعت اہل اسلام خورد و کلاں ڈپٹی صاحب کو بچشم خود دیکھ گئی ؛

پھر جب ہماری ٹرین امرتسر کے سٹیشن پر پہنچی - تو مسیحیوں اور محمدیوں - اور مرزائیوں وغیرہ کی کثیر تعداد سٹیشن کے اندر پلیٹ فارم پر جمع تھی - اور مسیحی پھولوں کے ہار لے کر استقبال کرنے کو آئے تھے ؛ اُنہوں نے ڈپٹی صاحب کو دیکھتے ہی خوشی کا نعرہ مارا - اور پکارے - کہ "مسیح کی جے" "مسیح کی جے" بڑی خوشی سے ملاقاتیں ہوئیں - محمدی بکثرت موجود تھے - ونیز مرزائی بھی جو دیکھتے ہی فرار ہو گئے - جس طرح کوئی شیر سے بھاگتا ہے ؛ واقعی یہہ گروہ اگرچہ شیر ببر کی طرح گرجتی رہی - پر وقت پر گیدڑ سے زیادہ بزدل نکلی ؛ عیسائی درکنار جن محمدیوں پر سو سو تہمتیں لگاتے تھے اُن کے مقابلہ پر بھی نہ ٹھہرے ؛ تھوڑے عرصہ کے بعد ڈپٹی صاحب گاڑی پر سے اُترے - ٹمپل مشن کے چند جوانوں نے محافظت کے لئے اُنہیں گھیر لیا ؛

برستے پھولوں میں سٹیشن سے روانہ ہو کر ہم لوگ ڈاکٹر کلارک صاحب کی کوٹھی پر جا پہنچے ؛ یہاں ایسا انتظام دیکھنے میں آیا - جس سے دل شاد ہو گیا ؛ کوٹھی سبزی اور پھولوں سے آراستہ کی ہوئی - اور شامیانہ لگا ہوا تھا اور سنہری حرفوں میں "ویلکم" لکھا ہوا تھا دریاں بچھائی ہوئی تھیں ؛ اس کل انتظام کو ٹمپل مشن کے لوگوں نے ڈاکٹر فخر الدین لاہر صاحب کی معرفت نہایت ہی جانفشانی اور عمدگی سے کیا تھا - کیونکہ ڈاکٹر کلارک صاحب فیروزپور چلے گئے تھے - اور اُنہوں نے اپنی طرف سے یہہ انتظام ڈاکٹر لاہر صاحب کے سپرد کیا تھا - اگرچہ وقت بہت تنگ تھا تب بھی اعلیٰ درجہ کی درستی سے کیا گیا تھا - جو قابل تعریف ہے ؛

تھوڑے سے آرام کے بعد اُن مہمانوں کے لئے جو پشاور بھیرہ - کلارک آباد - نارووال - بٹھروال - جالندھر - بٹالہ - فتح گڈھ - بیاس - سلطان ونڈ - فیروزپور اور جنڈیالہ وغیرہ سے آئے ہوئے تھے طعام موجود کیا گیا ؛

گیارہ بجے صبح امرتسر کی کلیسیا کے ممبر کا جمع ہو گئے - ساڑھے گیارہ بجے شکرانہ کی بندگی ٹھیک اُسی جگہہ پر جہاں کہ گزشتہ سال میں مباحثہ ہوا تھا - شروع ہوئی ؛

اس بندگی کا ایک خاص طریقہ تھا - ایک خاص گیت جو اس موقعہ کے لئے چھاپا گیا تھا - گایا گیا ؛ بعد ازاں پادری ویڈ صاحب نے دعا کی - اور ڈاکٹر کلارک صاحب نے ۳۰ اور ۱۰۳ - زبور ورد کے طور پر پڑھکر سنائے ؛ (ہر ایک مسیحی کو لازم ہے - کہ ان زبوروں کو دیکھے - جو گویا خدا کی روح نے عین اس موقع کے لئے نازل کئے تھے) بعد ازاں پادری ٹھاکر داس صاحب نے دعا مانگی ؛ پھر پادری ٹامس ہاول صاحب نے جو مباحثہ میں ڈپٹی صاحب کے خاص معاونوں میں ایک تھے وعظ کیا - جس کا مضمون یہہ تھا - "اب شکر خدا کا جو مسیح میں ہم کو ہمیشہ فتح بخشتا ہے - اور اپنے پہچان کی خوشبو ہم سے ہر جگہہ ظاہر کرواتا ہے" ۲ قرنتیوں ۲ - ۱۴ ؛ تب لالہ چندو لال صاحب نے خاص اس مطلب کا مضمون سُنایا - کہ مخالفین کے لئے ہم دعا مانگیں - اور اُنکا بھلا چاہیں - اور صبر و شکر سے اپنی جانوں کو بچاتے جاویں اور کسی سے نہ ڈریں ؛ بعد ازاں ڈپٹی عبداللہ آتھم صاحب نے محفل میں کھڑے ہو کر اپنا حال سُنایا - کہ "میرے لئے البتہ

یہہ ایک امتحان کا تھا - اور میرا خیال تھا کہ شاید میں ہار بھی جاؤں گا - لیکن تو بھی کلیسیا خداوند کے کلام کو یاد رکھے - جو موسیٰ کی معرفت ہوا - کہ "اگر کوئی تمہارے درمیان جھوٹھا نبی آوے - اور نشان مقرر کرے - اور اُس کے کہنے کے بموجب ہو - تو خبردار تم اُس کے پیچھے نہ جانا - کیونکہ خداوند تمہارا خدا تم کو آزماتا ہے" اور یہہ جو مہینے گزرے ہیں - ان کی بابت اُنھوں نے فرمایا - کہ میں نے فقط دو باتیں دیکھیں - جن سے میری تسلی ہوئی - یعنے خداوند روح القدس کا سہارا - اور خداوند یسوع مسیح کا خون" یہہ کہکے بے اختیار اُن کے آنسو نکل پڑے - نیز جماعت کے بھی آنسو بہے ؛ یہہ ایک نہایت ہی سنجیدہ موقع تھا - اور کل جماعت پر ثابت ہوا - کہ قادیانی نے اپنے حسد اور جھوٹھ سے اس بندۂ خدا - اور اُن کے عزیزوں کو اتنے عرصہ تک مفت میں کیسی اذیت پہنچائی ؛ جماعت کیا - بلکہ اغلب ہے - کہ کل جہان کی نظر میں یہہ شخص (قادیانی) گھنونا گنا گیا - جس نے ایک بزرگ عمر رسیدہ کو جو کہ ہر دل عزیز ہے - ناحق ستایا ؛ بے شک مرزا قادیانی ایک نفرتی شخص ہے - خدا اس پر رحم کرے ؛ پھر مولوی عماد الدین لاہز صاحب نے آخری دعا کی - اور پادری عبد اللہ صاحب نے برکت کے کلمہ سے بندگی کو ختم کیا ؛

اس جلسہ میں بخوبی دیکھا جاتا تھا - کہ مسیحی یگانگت اور محبت کیسی عمدہ چیز ہیں ؛ مختلف مشنوں سے مسیحی بزرگ تشریف لائے تھے - اور ہم سب ایک ہی آسمانی باپ کے فرزند ہوکر خداوند روح القدس کے وسیلہ سے اپنے خداوند یسوع مسیح کی حمد کرتے تھے - اور ایک فتح عظیم کے لئے جو نہ کسی شخص کی - اور نہ کسی مشن کی - بلکہ کل مسیحی کلیسیا کی فتح ہے - شکریہ ادا کرتے تھے ؛

عین جلسہ کے وقت ڈیرہ غازیخان کے مسیحیوں کی طرف سے تار خبر ملی - کہ جس میں مبارکبادی و خدا کی شکر گزاری تھی - جسے ڈاکٹر کلارک صاحب نے اسی وقت حاضرین کو سُنایا +

اگرچہ سب حضرات کے شکرگذار تھے - تو بھی خاص جوش اور شکرگذاری اُن کی تھی - جو کہ مباحثہ کے دنوں میں اُسی برآمدہ میں بیٹھکر کیفیت دیکھتے تھے ؛ کہاں وہ دن - اور کہاں یہہ دن ؟ تب چھوٹی سی ایک جماعت کمزوری کی حالت میں - خداوند کا حق ظاہر کر رہی تھی - اب کل کلیسیا فتحمند ہوکر - خداوند رب الافواج کی حمد و ثنا گا رہی تھی ؛ بے شک وہ کمزوری میں زور آور کئے گئے - اور اُنہیں کے وسیلہ سے جو شمار میں نہیں آتے - خداوند نے اُنہیں جو اپنے آپکو بہت ہی قوت والے سمجھتے تھے شکست دی - اور ذلیل و خوار کیا +

اُس مکان کے پاس جہاں دوران مباحثہ میں مولوی عبد الکریم سیالکوٹی کھڑا ہوکے مرزا کے کفرنامے بآواز بلند سناتا تھا - اب اسی جگہہ اخوند محمد یوسف خان صاحب (جو مرزا صاحب کے غازی تھے) خداوند مسیح کے خون خریدے ہوکے بیٹھکر یاد کر رہے تھے - کہ اُس نے مجھہ پر بھی رحم کیا - اور کیسے گہرے پانیوں سے نکالا - (اور کتنے اَور کا خیال آیا - [illegible] دل سے بھی ایک مرزا کے زیادہ کفر میں مبتلا تھے - مگر ان میں سے ایک محمد سعید صاحب دہلوی جو مرزا صاحب کی بیوی کے خالہ زاد بھائی ہیں - اور چار سال اُن کی (مرزا کے) زٹلیات میں مبتلا رہے - اپنے خیالات ایک اشتہار میں ظاہر کر چکے ہیں (اُس کے زیادہ ذکر کی ضرورت نہیں - کیونکہ وہ کل ہندوستان میں پشاور سے مدراس تک پھیل چکا ہے) +

عبادت کے بعد حاضرین کو چاہ اور مٹھائی دی گئی ؛ ازاں بعد پنجاب کے مختلف حصوں میں تار خبریں - خطوط - اشتہارات روانہ کئے گئے اور کئی تار وصول کئے گئے ؛

پھر ۵ بجے بوقت شام بہت سے مسیحی سات گاڑیوں پر سوار ہوکر معہ ڈپٹی عبد اللہ آتھم صاحب حال بازار کے رستہ شہر امرتسر میں داخل ہوئے ؛ حال بازار میں ایک شخص نے ایک چھت پر بیٹھکر چلتی گاڑیوں پر پھول برسائے بعد ازاں کرموں کی ڈیوڑھی - آلوو الیہ - بازار گھی منڈی کٹڑہ مہاں سنگھ - بگیاں - گھنٹیاں - ہاتھی - دروازہ - لوہگڑھ دروازہ - لاہوری کٹڑہ سفید - حال دروازہ - رام باغ کا سیر کیا اور پھر ڈاکٹر کلارک صاحب کی کوٹھی پر جا پہنچے +

اُس وقت کا نظارہ - عوام کے خیالات - واقعات کا اثر - قابل دید تھا - کہ لوگ دوکانوں - مکانوں کھڑکیوں کوچوں - چھتوں اور بازاروں سے ڈپٹی صاحب کو ایسے شوق سے دیکھتے اور ہمدردی کرتے تھے - کہ جس طرح کوئی بڑے فاتح اور ملکی ہمدرد کے لئے کرتا ہے +

چونکہ رات کو امرتسر میں یہہ تار خبر مشہور کر دی گئی تھی - کہ آتھم صاحب فوت ہو گئے ہیں - اس لئے یہہ پروسشن اور بھی تعجب کی نگاہ سے دیکھی جاتی تھی +

بعضوں نے یہہ مشہور کر رکھا تھا - کہ ڈپٹی صاحب وہی نہیں ہیں - پر کوئی ربڑ کا آدمی بناکر امرتسر میں لائے ہیں - جسے ڈاکٹر صاحب پیر سے دباتے ہیں - اور وہ سلام کرتا ہے !

بعض نے کہا - کہ اب سچ اور جھوٹھ کا ٹھیک فیصلہ ہو گیا ہے +

بعضوں نے کہا - کہ خدا کا ثانی کون ہے ؟ ایسے مرزا خدا کا ثانی بننا چاہتا تھا - پر خدا نے اُس کو رسوا کیا +

بعض کے گمان میں پروسیشن کے ساتھ باجہ ضرور چاہیے تھا +

بعضوں کے خیال تھے - کہ یہہ پروسیشن قادیان کو جانی ضرور تھی ؛

بہتوں نے کہا - کہ اسی طرح مرزا کو گدھے پر چڑھاکر اسی شہر میں پھرانا چاہیے ؛ کسی ایک نے کہا - کہ بے ایمان

جھوٹا خدا کا ثانی بننے چاہتا تھا +

کسی ایک نے کہا کہ بے ایمان جیتے جی مرگیا ::

کسی نے کہا - کہ اس کے جہل خانے جانے سے زیادہ اُسکی رسوائی ہوچکی ہے :: غرض کہ ہزارہا آدمیوں کے منہہ سے طرح طرح کے خیالات ظاہر ہوتے تھے - اور چاروں طرف سے قادیانی پر لعنت برستی تھی +

جہاں تک دیکھا گیا - ایک دل اور ایک زبان ہوکر بلند آواز سے کیا ادنیٰ کیا اعلیٰ کیا اہل ہنود اور کیا اہل اسلام خدا کا شکر کرتے تھے - کہ تو نے اس مرزا موذی کو آج کے دن رسوا کیا - اور نہایت ہی خوشی اور خوبی سے ڈپٹی صاحب اور مسیحیوں کو مبارکبادی دیتے - اور ملاقات کرتے تھے ::

ڈپٹی صاحب اپنی سواری سے لوگوں سے ملاقات کرتے اور سلام لیتے اور دیتے تھے +

ہمارے مسیحی دوست جو اس وقت ہمارے ساتھہ پروسیشن میں شریک تھے - خوب جانتے ہیں - کہ کیا کچھہ ہورہا تھا اور کسطرح بچہ بچہ کے منہہ سے مسیحی دین کی صداقت کا اظہار ہوتا تھا +

یہہ ایک ایسا دن تھا جس میں خداوند نے ایک کامل فتح اپنی کلیسیا کو بخشی تھی :: یریحو کی دیواریں گرگئیں - اب اسرائیل کے واسطے لوٹنے کا راستہ کھل گیا ہے :: آج تک اس ملک میں نہ ایسا دن - نہ ایسا موقع گذرا - اور اب صاف ظاہر ہے - کہ زمانہ کا رخ بڑا پلٹ گیا ہے - اور مسیحیوں کو چاہئے کہ خوب کمربستہ ہوکر خدا کی برکتوں میں سے ایک کو نہ جانے دیں :: یہہ وہ دن تھا - جو آج تک پنجاب کی کلیسیا کو دیکھنا نصیب نہ ہوا تھا :: یہہ وہ دن تھا - جس نے مرزا کو جڑ سے اُکھیڑ کر گرادیا - اور وہ تا ابد نہ اُٹھہ سکیگا :: یہہ وہ دن تھا کہ جس میں تمام پنجاب - اور ہندوستان میں خداوند یہوواہ کے نام کی بزرگی ہوئی - اور محمدیت کو کامل شکست ملی +

ہم دوبارہ مڈیکل مشن کی ہمت اور مہربانی کا شکریہ ادا کرتے ہیں - جو انتظام اور مہمان نوازی کے بارہ میں ہوئی کہ ہر ایک انتظام بالکل درست تھا - اور کہ اُنہوں نے ٥٤٠٠ اشتہارات اس فتح مندی کے متعلق چھپوا کر تمام ہندوستان میں تقسیم کئے - چنانچہ اُن میں سے صرف امرتسر ہی میں ١٥ سو بانٹے گئے ::

شام کے وقت بعض حاضرین جلسہ بسبب قلت وقت کے جالندھر - بٹالہ - لاہور وغیرہ کو تشریف لے گئے - باقی جو موجود تھے اُنہیں پادری ویڈ صاحب اور ڈاکٹر کلارک صاحب کی کوٹھی پر کھانا کھلایا گیا ::

رات کے وقت مسیحی ڈاکٹر کلارک صاحب کے بنگلہ پر سورہے :: ٧ ستمبر صبح کے وقت ڈپٹی عبد اللہ آتھم صاحب کے ہمراہ ڈاکٹر کلارک صاحب - پادری ٹامس ہاول صاحب فیروزپور تشریف لے گئے - اور ڈپٹی صاحب کو سلامتی سے پھر وہاں پہنچادیا ::

راستہ میں امرتسر اور فیروزپور کے درمیان کے سٹیشنوں پر راقم نے فتح مندی کے اشتہارات تقسیم کئے ::

کوئی مسیحی فخر نہ کرے - یہہ فتح کسی شخص کی نہیں ہے - مگر جو کچھہ کیا خدا نے خود کیا ہے - امروز - تا ابد حشمت و جلال قدرت اور اختیار اور فتح المسیح تا ابد خدائے مبارک کی ہے +

آمین ثم آمین

الراقم
وارث الدین - جنڈیالہ

جناب مرزا غلام احمد قادیانی صاحب

تسلیم - مجھے آپکی موجودہ خراب خستہ حالت پر سخت افسوس ہے نہ صرف اس لئے کہ آپ جھوٹے نبی ثابت ہوئے - بلکہ اس لئے بھی - کہ اس وقت آپکے ذی شعور مرید آپکو ترک کر بیٹھے - ہونگے - اور آپ اسوقت ٹھوڑیوں تلوں ہاتھہ پر ہاتھہ دھرے بیٹھے ہوں گے :: جب آپکے سب چیلوں چاروں نے چھوڑ دیا - تو مجھے خیال آیا - کہ آپکی دلجوئی کے لئے یہہ چند سطور لکھوں - مگر آپکی ہمت سے مجھے پختہ یقین ہے - کہ آپ اس حالت میں بھی کم ازکم ظاہری طور پر بھی شرمندہ نہوں گے - بقول شخصیکہ "شرم چہ کتیست کہ پیش مرداں بیاید" اگرچہ شرم تو آپکے قریب پھٹکنے نہیں پاتی - مگر شاید عیسائی صاحبان آپکے پاس اس خیال سے آئیں - کہ آپکو آپکے وعدہ کے بموجب گلے میں رسا ڈال کر گھسیٹتے پھرنے پر اصرار کریں :: میں آپکو یہہ صلاح دیتا ہوں - کہ آپ اپنے الہام سے اُن کے آنیکی خبر پاکر کسی ایسی جگہہ نو دن تک چھپیں - کہ وہ آپکو نہ پا سکیں بعد ۹ دن کے آپ بیدھڑک نکل آویں - تب بات پرانی پڑجاویگی - کیونکہ مثل مشہور ہے :: "نئی بات نو دن" اب نہ صرف اس شرم کو دور کرنے کے لئے - بلکہ اپنی نبی گری کے پیشہ میں ترقی کرنے کے لئے دو تین ایسی الہامی تاویلیں کر دکھاویں - کہ سب کے دانت کھٹے ہوجاویں :: میری ناقص رائے میں یہہ تاویلیں آئی ہیں - اُمید ہے کہ آپ پر الہام شریف سے بھی یہہ - یا ایسی ہی تاویلیں نازل ہوئی ہونگی +

(١) یہہ کہ ڈپٹی صاحب کی زاری خدا تعالیٰ کی درگاہ میں قبول ہوئی - اور خدا تعالیٰ نے خلاف آپکی رائے کے اُن کو کچھہ عرصہ اور جینے کی مہلت دی :: مگر مرزا صاحب ہوشیار رہنا آپ کہیں پہلی سی غلطی نہ کر بیٹھنا - کہ میعاد مقرر کردو - کہ اُن کو اتنی یا اتنی مہلت اور دی گئی ہے ::

(٢) خداوند مسیح کی ان پیشین گوئیوں کا ضرور حوالہ دینا جو کہ قیامت کے بارے میں ہیں - اور جو کہ قیامت ہی کے قریب پوری بھی ہونگی :: آپ یہی تاویل کا سلسلہ یوں جاری کریں - کہ کیا ہوا جو میری نبوت پوری نہیں ہوئی حضرت مسیح کی قیامت کے بارہ میں بعض باتیں بھی پوری نہیں ہوئیں :: مرزا صاحب گو یہہ تاویل غلط ہوگی کیونکہ وہ تو قیامت ہی کے قریب پوری ہونگی - اور بعض اُنمیں سے پوری ہو بھی چکی ہیں جیسا کہ ایک جو کہ قیامت سے پیشتر جھوٹے مسیح کے آنیکی بات تھی وہ آپ ہی کے وجود میں پوری ہوئی - مگر اس تاویل سے اتنا فائدہ تو ضرور ہوگا - کہ آپ کے نادان مرید آپکے قابو میں رہیگے سب تو انجیل نہیں جانتے - بہت نہیں تو تھوڑے ہی مرید سہی مگر آپ اس قسم کی نبوتیں کرنیں ماہر ہیں - مگر ایک بات میری ناقص رائے میں بھی آئی ہے - جسکو اگر آپ قبول فرمائیں تو بہت ہی مناسب ہوگی - وہ یہہ ہے - کہ آئندہ کسی نبوت کا وقت مقرر نہ کردیا کریں - مثلاً یہہ کہ اتنے سال یا اتنے مہینے میں یا دن میں یوں ہوگا - کیونکہ اس طرح سے شرم اٹھانی پڑتی ہے - جیساکہ موجودہ نبوت میں ہوا - مگر یوں کہدیا کریں [illegible]

پنجاب ریلیجس بُک سوسائٹی لاہور

نئی کتابیں۔ نئی کتابیں۔ نئی کتابیں۔

بائبل پڑھنا کیوں ضروری ہے۔ (مصنفہ مسٹر ایم۔ ایل ریلیا رام) یہہ چھوٹا سا ۳۸ صفحہ کا رسالہ مختصر گر نہایت معقول پر زور دلایل سے ہر فرد بشر کے لئے مطالعۂ بائبل کی ضرورت کو ثابت کرتا ہے۔ بے پروا اور بے خبر لوگوں کو اس اہم امر کی طرف متوجہ کرنے کے لئے نہایت کار آمد ہے۔ اور اس لایق ہے۔ کہ اُردو خوانوں میں کثرت سے تقسیم کیا جائے۔ ہر ایک حق جو خصوصاً مشنری صاحبان کو چاہئے کہ اسے اپنے پاس رکھیں۔ قیمت ۱ر +

اثمار شیریں۔ یہہ کتاب الباکورۃ الشہیۃ فی الرد علی الدیانۃ الدینیۃ نامی ایک مشہور و معروف عربی کتاب کا ترجمہ ہے۔ جو اپنی قسم میں بے مثل ہے۔ جس نے اسلامی مباحثے کی طرز میں بالکل انقلاب پیدا کر دیا ہے۔ اس کا مصنف ایک شامی مسیحی ہے۔ مصنف نے ایک ناول کے پیرایہ میں دین مسیحی کی تائید اور مخالفین کے حملوں کی تردید ایسے معقول اور مؤثر طور سے کی ہے۔ کہ اگر تعصب کی پٹی آنکھ سے اتار کر اس کا مطالعہ کریں تو راہ حق کو دریافت کر لینا کچھ مشکل نہیں۔ طرز بیان نہایت شیریں اور مہذبانہ ہے۔ اور مسلمانوں کے اکثر بڑے بڑے اعتراضوں کا جواب خود انہی کی کتابوں سے دیا ہے۔ اس کی خوبی ظاہر من الشمس ہے۔ ہماری تعریف کی محتاج نہیں۔ سر ولیم میور نے بھی جو عربی کے مشہور فاضل اور مذہب دین اسلام کی نسبت بہت سی کتابوں کے مصنف ہیں۔ اس کا ترجمہ انگریزی زبان میں بھی شایع کیا ہے۔ ایک دو ہفتہ میں چھپکر تیار ہوگی۔ مگر چونکہ محدود تعداد چھپائی گئی ہے۔ اس لئے درخواست فی الفور بھیجنی چاہئے تاکہ طبع ثانی کا انتظار کرنا نہ پڑے۔ مجلد یا غیر مجلد مل سکتی ہیں +

قیمت فی جلد۔ اسٹف کور ۱۲ر۔ کپڑے کی جلد عہ +

المشتہر

اسسٹنٹ سکرٹری انارکلی لاہور

اشتہار

ایڈورڈس چرچ مشن ہائی سکول کے لئے چند سند یافتہ عیسائی اُستادوں کی ضرورت ہے۔ تنخواہیں ۲۵ روپیہ ماہواری سے ۶۰ روپیہ تک یا اس سے زیادہ بموجب لیاقتوں کے دی جائینگی +

درخواستیں بمعہ تصدیق شدہ نقول سندات کے ذیل کے پتہ پر آنی چاہئیں +

درخواست کرنے والوں کی حالت ملازمت میں یہہ لازم ہوگا کہ وہ ایک چٹھی اپنے موجودہ افسر کی پیش کریں جس سے ظاہر ہو سکے کہ درخواست اُن کی اجازت سے کی گئی ہے +

ولیم تھوئیش پرنسپل سی۔ ایم۔ ایس ہائی سکول پشاور

مورخہ ۳ ستمبر ۱۸۹۴ء +

اشتہار

ترجمۃ القرآن بہ اُردو زبان جو کہ پادری مولوی عماد الدین لاہز ڈی ڈی کر رہے تھے تیار ہو گیا ہے۔ یہہ ۳۴ موٹے کاغذ کے بڑے صفحوں میں ختم ہوا ہے اس کی بابت۔ کہ وہ کیسا ہے کہنے کی حاجت نہیں۔ پادری صاحب موصوف کی تصنیفات سے بہت اصحاب واقف ہیں۔ بے رُو رعایت اصل مطالب کی عام فہم بامحاورہ عبارت میں لکھا ہے۔ اور حرف وہی حاشئے دئے ہیں۔ جو مطلب کشائی کے لئے ضرور تھے۔ علاوہ ازیں کچھ اعتراض قرآن پر کہیں نہیں کیا۔ اگر کوئی صاحب قرآن کے مطالب سے بخوبی آگاہی چاہے۔ تو اس قرآن کے ترجمہ سے دو ہفتہ میں بخوبی واقف ہو سکتا ہے۔ پس اب وقت ہے کہ جو صاحب خریدنا چاہیں مترجم کے پاس دو روپیہ قیمت چار آنہ محصول ڈاک بھیجدیں کیونکہ بصیغہ رجسٹری ڈاک روانہ کیا جاویگا +

دوم اگر ایک خریدار اپنا نام اور پتہ صاف لکھیں۔ کہ بھیجنے میں کچھ وقت نہو +

سوم چونکہ مولوی صاحب بعض دوستوں کو کبھی کبھی بعض کتابیں از تصنیف خود دوستانہ مفت بھیجدیا کرتے ہیں۔ لیکن یہہ کتاب مفت نہ دی جائیگی۔ مہربانی کر کے سب دوستوں کو اس وقت بطور امداد قیمت بھیجنا چاہئے۔ یہہ کتاب اس مقررہ قیمت سے کم پر فروخت نہ کیجاویگی +

المشتہر

نیازمند فضل الدین ہاسپٹل اسسٹنٹ

امرتسر +

لودھیانہ

ڈیر مسٹر اڈیٹر۔ تسلیم

آج کل چاروں طرف مسٹر آتھم صاحب اور غلام احمد کا چرچا سنائی دیتا ہے: مرزا صاحب کے مرید قریباً چار سو اس شہر لودیانہ میں موجود ہیں۔ اور بدھ کی شام تک وہ سب ملکر یہی دعا مانگتے تھے۔ کہ اے خدا تعالیٰ مرزا صاحب کی پیشین گوئی پوری کر: اور بدھ کی رات کے ۱۱ بجے یہہ خبر اڑا دی۔ کہ مسٹر آتھم صاحب قریب المرگ ہیں۔ اور چار ڈاکٹر اُن کا علاج کر رہے ہیں: مرزا صاحب کا نائب ایک لنگڑا یہاں موجود ہے جو کہ اُس کا سرغنہ یا مولانا یا میاں بنا ہوا ہے وہ اپنی دوکان پر بیٹھ کر بڑی لنترانی مارا کرتا تھا۔ اب ہم اس سے پوچھتے ہیں۔ کہ اب مرزا صاحب کی پیشین گوئی کہاں۔ اور تیری لنترانی کہاں؟ تو جو مرزا صاحب کا دم مارتا تھا۔ شاید تجھے بھی یہہ دم دیا ہوگا۔ کہ تیری ٹانگ درست کر دونگا۔ میاں لنگڑے کے صاحبزادے نے تو توبہ کر لی۔ اور مرزا صاحب کا دم مارنا چھوڑ دیا۔ اب اُس کو بھی لازم ہے کہ باز آجائے۔ اور توبہ کرے۔ ورنہ پچھتائیگا۔ اور اگر اپنی زبان کو نہ سنبھالیگا۔ تو دفعہ ۵۰۰ تعزیرات ہند ہم کو کام میں لانی پڑیگی۔ اسلئے دوستانہ طور سے صلاح دیتے ہیں۔ کہ بیہودہ باتوں کو چھوڑ کر جو حق اور درست ہیں۔ اُن پر عمل کرو۔ اور اگر اب بھی کوئی شک آپکے پیری پیشین گوئی کے جھوٹے ہونے میں ہے تو ہم اپنے پاس سے آپ کو سوا روپیہ ٹکٹ دینگے اور امرتسر جا کر مسٹر آتھم صاحب کی ملاقات کرو۔ تاکہ تمہارے دل کی تسلی ہو جائے اور امید ہے۔ کہ دو اسی ٹکٹ کا دام مسٹر آتھم صاحب آپ کو عنایت کریں گے + الراقم آر۔ آر۔ از لودیانہ (لودھیانہ مورخہ ۲۳ ستمبر ۱۸۹۴ء +)

پادری ای۔ پی۔ نیوٹن صاحب مہتمم نورافشاں کے واسطے امریکن مشن پریس لودیانہ میں ایم ورالگی کے اہتمام سے چھپ +